جامعہ دارالتقویٰ لاہور کا ترجمان

ماہنامہ دارالتقویٰ لاہور

رمضان/شوال ۱۴۳۹ھ | جون 2018ء

- رمضان المبارک کے آخری عشرے کے فضائل
- رمضان المبارک اور غزوۂ بدر
- اعتکاف، شبِ قدر، صدقۃ الفطر اور عید الفطر کے احکام و مسائل
- جامعہ دارالتقویٰ کا اعزاز

Ghani

Pakistan's No. 1 Glass Brand

GHANI CLEAR

GHANI GREEN

GHANI BROWN

GHANI REFLECTIVE

GHANI TEMPERED

GHANI GREY

GHANI MIRROR

GHANI DOUBLE GLAZED

CONSUMER Demand AWARD 2013-2014 2015-2016

BRAND SCIENTIST AWARDS 2014

Brands of the year Award™ IT'S ALL ABOUT CHAMPIONS 2013-14-15-16

NFEH's Corporate Social Responsibility Awards 2016

WHO'S WHO PROFESSIONALS AWARD Recognition of Achievement

Ghani Glass Limited

LEADERS IN GLASS

www.ghaniglass.com UAN: 111-949-949

ترجمان جامعہ دارالتقویٰ لاہور

ماہنامہ

دارالتقویٰ

لاہور

رمضان المبارک/شوال ۱۴۳۹ھ جون 2018ء

جلد نمبر 7 شمارہ نمبر 9

مدیر

حضرت مولانا اویس احمد صاحب

مدیر مسئول مولانا عبدالودود ربانی

مجلس ادارت

زیر سرپرستی

ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب مدظلہ

حضرت مولانا یوسف خان صاحب مدظلہ

مجلس مشاورت

حضرت مولانا عثمان صاحب

حضرت مولانا عامر رشید صاحب

حضرت مولانا جمیل الرحمٰن صاحب

اس دائرے میں سرخ نشان مدت خریداری کے ختم ہونے کی علامت ہے

خط و کتابت کا پتہ

دفتر ماہنامہ دارالتقویٰ

متصل جامع مسجد الہلال چوبرجی پارک لاہور

فون نمبر: 042-35967905

0321-7771130

Email Address

monthlydarultaqwa@gmail.com

فی شمارہ: ۳۰ روپے

سالانہ بدل خرچ: ۳۵۰ روپے

سالانہ رسالے کے اجراء کے لیے مذکورہ پتہ پر منی آرڈر کریں

مطبع: شرکت پرنٹنگ پریس

مقام اشاعت: متصل جامع مسجد الہلال چوبرجی پارک لاہور

فہرست

حرف اولیں	مدیر	5
درس قرآن	مفتی محمد شفیع عثمانیؒ	9
درس حدیث	مولانا نعیم الدین صاحب	14

☆☆☆ مقالات ومضامین ☆☆☆

رمضان المبارک کے آخری عشرہ کے خصوصی فضائل	مولانا محمد اللہ قاسمی	19
رمضان المبارک اور غزوۂ بدر	مولانا منصور احمد	24
جامعہ دارالتقویٰ میں تقریب تقسیم انعامات	مولانا عبدالودود ربانی	30
عید الفطر کے احکام ومسائل	مولانا محمد نجیب قاسمی	37
رمضان اور دعا	مفتی محمد صادق حسین قاسمی	46
خاتونِ جنت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا	مولانا مجیب الرحمان انقلابی	52
آپ کے مسائل کا حل	دارالافتاء والتحقیق	56
صلاۃ التسبیح	مولوی لئیق احمد نعمانی	60
وفیّات	ادارہ	61
جامعہ کے شب وروز	مولانا عبدالودود ربانی	64

حرف اولیں

رمضان کے بعد کی زندگی

برکتوں اور رحمتوں والا مہینہ نصف سے زائد گذر چکا ہے۔ بہت ہی خوش قسمت ہیں وہ ایمان والے جنہوں نے رمضان کی قدر کی دن بھر روزہ رکھا، رات کو تراویح میں قرآن سنا، منکرات وسیئات سے اپنے دامن کو آلودہ ہونے سے بچائے رکھا، دانستہ یا نادانستہ ہوجانے والی لغزشوں کے کفارے کے طور پے فطرانہ دیں گے اور نماز عید ادا کریں گے۔ انہیں اپنے رب کی بارگاہ میں یہ امید رکھنی چاہیئے کہ ان شاءاللہ رمضان اور قرآن روز قیامت ان کے حق میں شفاعت کریں گے اور ان کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ **اللھم اجعلنا منھم آمین۔**

رمضان کے بعد ہر خاص و عام میں جو عمومی تساہل اور کوتاہی پھر عود کر آتی ہے اسے بیان کرنا از حد ضروری ہے۔ یہ کوتاہی عام طور پر رمضان کے اخیر عشرہ میں دیکھنے کو ملنا شروع ہوجاتی ہے لوگوں کا رجحان مسجدوں سے ہٹ کر عید کی خریداری کے لئے بازاروں کی طرف ہوجاتا ہے۔ رمضان کے اوائل میں مسجدوں کی جو رونقیں تھیں ان میں بتدریج کمی واقع ہونا شروع ہوجاتی ہے اور رمضان کے جاتے ہی مسجدیں پھر سے ویران، فرائض کی آدائی میں سستی اور قرآن پاک پھر سے بند طاقوں کی زینت ہو جاتے ہیں۔ رمضان میں جن منکرات و منہیات سے بچنے کی شعوری کوشش ہوتی رہی رمضان کے جاتے ہی پھر سے انہیں گناہوں میں جت گئے۔

رمضان کا مقصد تو ضبطِ نفس اور تقویٰ کی ایسی تربیت دینا تھا کہ پورا سال انسان اللہ کا بندہ بن کر زندگی گزارے۔ جو لوگ اس امر کا اہتمام کرتے ہیں انہیں رمضان کا اصل نفع نصیب ہوتا ہے۔ اس کے برعکس اگر ہم رمضان ختم ہوتے ہی ٹی وی آن کر کے بیٹھ جائیں، فضول تفریحات میں منہمک ہوجائیں، گانے بجانے، نمازیں چھوڑنے اور بندوں کی حق تلفی سمیت ہر قسم کی معصیتوں میں مبتلا ہوجائیں، مسجد کا رخ اب جمعے جمعے ہی کریں تو درحقیقت ہم نے رمضان کا کوئی فائدہ حاصل نہیں کیا۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں۔ اگر دیکھنا ہو کہ کسی کی رمضان المبارک کی عبادت قبول ہوئی ہے یا نہیں؟ تو اس کے رمضان کے بعد والے اعمال دیکھو، اگر رمضان کے بعد بھی نیک اعمال پر اس کی

استقامت اسی طرح باقی ہے جیسے ماہ رمضان میں تھی تو سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی رمضان میں کی جانے والی عبادتوں اور اطاعتوں کو قبول فرمالیا، جس کی وجہ سے اسے ان اعمال کو تسلسل کے ساتھ باقی رکھنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اور جس کو دیکھو کہ رمضان کے بعد اس کے اعمال میں یک لخت فرق آ گیا ہے، وہ راہ ہدایت سے بھٹک کر پھر اسی راہ کا راہی ہو گیا جس پر وہ رمضان المبارک سے پہلے گامزن تھا، تو سمجھ لو کہ اس کا شمار بھی انہی لوگوں میں ہے، جن کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا : **کم من صائم لیس لہ من صیامہ إلا الجوع و العطش و کم من قائم لیس لہ من قیامہ إلا السھر** (ابن ماجہ ، احمد ، دارمی) " کتنے ہی ایسے روزہ دار ہیں جن کے نصیب میں سوائے بھوک اور پیاس کے کچھ نہیں ہے، کتنے ہی ایسے رات میں قیام کرنے والے ہیں جن کے نصیب میں سوائے رات جاگنے کے کچھ نہیں" حضرت فضیل بن عیاض ایسے لوگوں کے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ " مجھے ان لوگوں پر تعجب ہے جو اپنے رب کو سوائے رمضان کے اور کسی مہینے میں نہیں پہچانتے"۔ (نضرۃ النعیم)

رمضان المبارک میں فرض روزے رکھنے کا یہ مطلب نہیں کہ روزے کا دروازہ آئندہ رمضان تک کے لیے بند ہو گیا، مومن نفلی روزوں کی اہمیت کی وجہ سے اس عبادت کو سارا سال قائم رکھتا ہے، نفلی روزے کا ثواب اور اس کی اہمیت اس حدیث سے واضح ہے۔ حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔" جو شخص اللہ کی راہ میں ایک روزہ رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اسکے اور جہنم کے درمیان ستر سال کا فاصلہ پیدا فرما دیتے ہیں"۔ (بخاری مسلم) اسی طرح سوموار اور جمعرات کے دن روزہ رکھنا مسنون ہے۔

آپ ﷺ نے اپنے تین اصحاب حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت ابوذرؓ اور حضرت ابوالدرداءؓ کو وصیت کی کہ ایام بیض یعنی ہجری مہینے کی ہر 13، 14، 15، کو روزہ رکھا کریں۔ ہر مہینے تین دن کے روزے رکھنا سارا سال روزہ رکھنے کے برابر ہے۔ اس لئے سوموار اور جمعرات بالخصوص ایام بیض کے روزوں کا ممکنہ حد تک اہتمام کریں، کیونکہ ایام بیض کے روزے خواہشات کو دبانے اور ذہنی سکون لانے میں کلیدی کردار ادا کرتے ہیں۔ اس کا ثبوت ہمیں سائنس دانوں کی ایک تحقیق سے بھی ملتا ہے۔

ماہ شوال کے چھ روزوں کی بھی بڑی اہمیت ہے، اس سے اللہ تعالیٰ ایک سال مکمل روزہ رکھنے کا ثواب عطا فرماتے ہیں، حضرت ابو ایوبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : **مَن صام رمضان ثم أتبعہ ستا من شوال کان کصیام الدھر** (مسلم) "جس نے رمضان المبارک کے روزے رکھے پھر شوّال کے چھ روزے رکھے گویا اس نے سال بھر کے روزے رکھے"۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے

جوشخص ایک نیکی کرے گا اسے اس کا دس گنا اجر ملے گا۔شوال کے چھ روزوں کی ابھی سے نیت کرلیں۔

نماز ہر مسلمان پر غیر رمضان میں بھی اسی طرح فرض ہے جس طرح رمضان میں تھی بشرطیکہ کوئی شرعی عذر نہ ہو۔ یہ گنتی میں تو پانچ ہیں تاہم ثواب کے اعتبار سے پچاس نمازیں ہیں۔ان کی پابندی پر دنیا وآخرت کی بھلائی کی اور انہیں ضائع کرنے پر خسارے کی وعید سنائی گئی ہے۔ رمضان صبر کا مہینہ تھا۔ہم نے اطاعت پر صبر کیا۔ روزہ رکھ کر غیبت ،چغل خوری، دھوکہ دہی اور حرام کمائی سے پرہیز کیا، بدنظری سے اجتناب کیا تو اب بھی اس خوبی کو باقی رکھنا ہے کیونکہ ہم تاحیات امتحان گاہ میں ہیں، ہم مرتے دم تک اللہ کے بندے اور اس کے غلام ہیں اور بندے کا کام ہوتا ہے اپنے مالک کی اطاعت کرنا اور اس کی نافرمانی سے اجتناب کرنا۔

بندہ مومن رمضان ہو یا غیر رمضان، رب کی راہ میں برابر خرچ کرتا ہی رہتا ہے، جیسا کہ فرمان باری ہے اس کتاب میں کوئی شک وشبہ نہیں ، اللہ سے ڈرنے والوں کی رہنمائی کرتی ہے، جو غیبی امور پر ایمان لاتے ہیں، اور نماز قائم کرتے ہیں، اور ہم نے ان کو جو روزی دی ہے اس میں سے خرچ کرتے ہی رہتے ہیں (البقرہ)

رمضان المبارک میں تراویح اور قیام اور تہجد وغیرہ کی پابندی کی تھی ،لیکن اس کی یہ پابندی صرف ماہ رمضان تک ہی محدود نہیں رہنی چاہیے بلکہ وہ چاہے ہفتے میں ایک دو مرتبہ ہی سہی ، اس کی پابندی ضرور کرنا چاہیے۔سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے بھانجے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتی تھیں "تم نمازِ تہجد کبھی نہ چھوڑو، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس نماز کو کبھی نہیں چھوڑتے تھے، جب آپ بیمار ہوتے یا سستی طاری ہوتی تو بیٹھ کر ادا فرماتے"۔ہمیں بھی اس کی پابندی کرنی چاہئے۔اللہ ہماری رمضان کی عبادتوں کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر اس پر ثابت قدمی عطا فرمائے۔آمین

فلسطین پر قبضے کے 70 سال اور فلسطینیوں کا قتل عام

فلسطین پر اسرائیل کے ناجائز قبضے کو ستر سال مکمل ہوگئے ہیں اور اس روح فرسا موقع پر دو اور اندوہناک واقعات پیش آئے جس نے عالم اسلام کا خصوصاً اور پوری دنیائے انسانیت کا عموماً سر شرم سے جھکا دیا۔اس موقع پر امریکہ نے اقوام متحدہ کی قرارداد کی واضح مخالفت اور عالمی برادری کے تمام تر اعتراضات کے باوجود اپنا سفارت خانہ تل ابیب سے القدس منتقل کیا۔امریکہ کا یہ اقدام دراصل فلسطینیوں کی پیٹھ میں ایک اور خنجر گھونپنے کے مترادف ہے۔

اور دوسری جانب اس موقع پر جب ہزاروں فلسطینیوں نے پُرامن صدائے احتجاج بلند کی تو اسرائیلی فوجی درندوں نے ان معصوم اور نہتے مظاہرین پر وحشیانہ گولہ باری کر کے بچوں اور خواتین سمیت 64 سے زائد معصوم فلسطینی بھون ڈالے اور ہزاروں فلسطینی زخمی بھی ہوئے۔ غزہ میں اسرائیلی سرحد کے قریب چھ ہفتوں سے مظاہرے جاری تھے لیکن امریکا کا سفارتخانہ تل ابیب سے مقبوضہ بیت المقدس میں منتقل کیے جانے کے بعد ان میں شدت آئی ہے۔ فلسطینی سفارتخانے کی منتقلی کو پورے بیت المقدس پر اسرائیلی قبضے کی امریکی حمایت کے طور پر دیکھتے ہیں۔ یاد رہے کہ اس موقع پر امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کی بیٹی ایوانکا اور ان کے شوہر جیرڈ کشنر یروشلم میں امریکی سفارتخانے کے افتتاح کے لیے اسرائیل پہنچے ہیں اور اس طرح امریکہ بھی براہ راست ان فلسطینیوں کے قتل عام میں شریک ہوا ہے۔

امریکہ ہوش کے ناخن لیتے ہوئے مسئلہ فلسطین میں فریق بننے سے گریز کرے ورنہ وہ عالم اسلام میں ان چند ممالک کی حمایت بھی کھو دے گا جو امریکہ کی طرف سے مسلمانوں پر ہونے والے ظلم وستم کے باوجود ابھی تک امریکی اتحاد میں شامل ہیں۔ امریکہ اس امر پر بھی غور کرے کہ القدس میں ہونے والی سفارت خانے کی افتتاحی تقریب میں مدعو 88 ممالک میں سے 33 ممالک کے نمائندے شریک ہوئے باقیوں نے اس امریکی اقدام کو مسترد کیا اور مغربی یورپی ممالک نے بھی اس تقریب کا بائیکاٹ کیا۔

فلسطین ایک مقدس سرزمین ہے اور یہاں مسلمانوں کا قبلہ اول بھی موجود ہے، یہ سرزمین ہمیشہ مسلمانوں کے قبضے میں رہی ہے اور مسلمانوں نے ہی اس کے تقدس اور حرمت کا دفاع بھی کیا ہے۔ اس کے برعکس غیر مسلم اقوام نے ہمیشہ اس مقدس سرزمین کے باسیوں کو ستایا اور یہاں کی حرمت و تقدس کو پامال کیا ہے، اور اب اسرائیل کی طرف سے یہی تاریخ دھرائی جارہی ہے۔ ان حالات میں اہل اسلام کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے اس مقدس اثاثے کی حفاظت اور اسے غیروں کے چنگل سے آزادی دلانے کے لئے راست اقدام کریں۔ اور اہل اسلام کو چاہیئے کہ مظلوم فلسطینیوں کی مدد کے لیے جو طریقہ ممکن ہو اسے بروئے کار لائیں۔ قوموں پر حالات بدلتے رہتے ہیں لیکن اگر امت مسلمہ آج بھی مکمل دین پر آجائے تو یہ تنزلی کے دن عروج میں بدل سکتے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ.

والسلام

اویس احمد

درسِ قرآن

حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ

”ایک رات جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے“

۞...سورۃ القدر...۞...آیت نمبر 1 تا 5 ۞

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ o وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ o لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ o تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ أَمْرٍ سَلَامٌ هِيَ حَتَّى مَطْلَعِ الْفَجْرِ o

ترجمہ:

”ہم نے اس کو اتارا شب قدر میں اور تو نے کیا سمجھا کہ کیا ہے شب قدر۔ شب قدر بہتر ہے ہزار مہینے سے۔ اترتے ہیں فرشتے اور وحی اس میں اپنے رب کے حکم سے۔ ہر کام پر امان ہے وہ رات صبح کے نکلنے تک۔“

خلاصہ تفسیر

بیشک ہم نے قرآن کو شب قدر میں اتارا ہے (تحقیق شب قدر میں نازل ہونے کی سورۃ دخان میں گزری ہے) اور زیادت تشویق کے لئے فرماتے ہیں کہ۔) آپ کو کچھ معلوم ہے کہ شب قدر کیسی چیز ہے (آگے جواب ہے کہ) شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے (یعنی ہزار مہینہ تک عبادت کرنے کا جس قدر ثواب ہے اس سے زیادہ شب قدر میں عبادت کرنے کا ثواب ہے، کذا فی الخازن اور وہ رات ایسی ہے کہ)

www.darultaqwa.org

اس رات میں فرشتے اور روح القدس (یعنی جبرائیل علیہ السلام) اپنے پروردگار کے حکم سے ہر امر خیر کو لے کر (زمین کی طرف) اترتے ہیں (اور وہ شب) سراپا سلام ہے (جیسا حدیث بیہقی میں حضرت انس سے مرفوعاً مروی ہے کہ شب قدر میں حضرت جبرئیل (علیہ السلام) فرشتوں کے ایک گروہ میں آتے ہیں اور جس شخص کو قیام وقعود و ذکر میں مشغول دیکھتے ہیں تو اس پر صلوۃ بھیجتے ہیں یعنی اس کے لئے دعائے رحمت کرتے ہیں اور خازن نے ابن الجوزی سے اس روایت میں یسلمون بھی بڑھایا ہے یعنی سلامتی کی دعا کرتے ہیں اور یصلون کا خلاصہ بھی یہی ہے کیونکہ رحمت وسلامتی میں تلازم ہے اسی کو قرآن میں سلام فرمایا ہے اور امر خیر سے مراد یہی ہے اور نیز روایات میں اس میں توبہ کا قبول ہونا ابواب سماء کا مفتوح ہونا اور ہر مومن پر ملائکہ کا سلام کرنا آیا ہے۔ کذا فی الدرالمنثور اور ان امور کا بواسطہ ملائکہ کے ہونا اور موجب سلامت ہونا ظاہر ہے یا امر سے مراد وہ امور ہوں جن کا عنوان سورۃ دخان میں امر حکیم اور اس شب میں ان کا طے ہونا ذکر فرمایا ہے اور) وہ شب قدر (اسی صفت و برکت کے ساتھ) طلوع فجر تک رہتی ہے (یہ نہیں کہ اس شب کے کسی حصہ خاص میں یہ برکت ہو اور کسی میں نہ ہو)

معارف ومسائل

شان نزول :۔ ابن ابی حاتم نے مجاہد سے مرسلاً روایت کیا ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے بنی اسرائیل کے ایک مجاہد کا حال ذکر کیا جو ایک ہزار مہینے تک مسلسل مشغول جہاد رہا، کبھی ہتھیار نہیں اتارے۔ مسلمانوں کو یہ سن کر تعجب ہوا، اس پر سورۃ قدر نازل ہوئی جس میں اس امت کے لئے صرف ایک رات کی عبادت کو اس مجاہد کی عمر بھر کی عبادت یعنی ایک ہزار مہینے سے بہتر قرار دیا ہے اور ابن جریر نے بروایت مجاہد ایک دوسرا واقعہ یہ ذکر کیا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک عابد کا یہ حال تھا کہ ساری رات عبادت میں مشغول رہتا اور صبح ہوتے ہی جہاد کے لئے نکل کھڑا ہوتا دن بھر جہاد میں مشغول رہتا، ایک ہزار مہینے اس نے اسی مسلسل عبادت میں گزار دیئے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے سورۃ قدر نازل فرما کر اس امت کی فضیلت سب پر ثابت فرما دی۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ شب قدر امت محمدیہ کی خصوصیات میں سے ہے۔ (مظہری)

ابن کثیر نے یہی قول امام مالک کا نقل کیا ہے اور بعض ائمہ شافعیہ نے اس کو جمہور کا قول لکھا ہے۔

خطابی نے اس پر اجماع کا دعویٰ کیا ہے مگر بعض محدثین نے اس میں اختلاف کیا ہے۔ (ماخوذ از ابن کثیر)

لیلۃ القدر کے معنے :۔ قدر کے ایک معنی عظمت وشرف کے ہیں۔ زہری وغیرہ حضرات علماء نے اس جگہ یہی معنی لئے ہیں اور اس رات کو لیلۃ القدر کہنے کی وجہ اس رات کی عظمت وشرف ہے۔ اور ابوبکر وراق نے فرمایا کہ اس رات کو لیلۃ القدر اس وجہ سے کہا گیا کہ جس آدمی کی اس سے پہلے اپنی بے عملی کے سبب کوئی قدر و قیمت نہ تھی اس رات میں توبہ واستغفار اور عبادت کے ذریعہ وہ صاحب قدر وشرف بن جاتا ہے۔

قدر کے دوسرے معنی تقدیر وحکم کے بھی آتے ہیں، اس معنے کے اعتبار سے لیلۃ القدر کہنے کی وجہ یہ ہوگی کہ اس رات میں تمام مخلوقات کے لئے جو کچھ تقدیر ازلی میں لکھا ہے اس کا جو حصہ اس سال میں رمضان سے اگلے رمضان تک پیش آنیوالا ہے وہ ان فرشتوں کے حوالہ کردیا جاتا ہے جو کائنات کی تدبیر اور تنفیذ امور کے لئے مامور ہیں، اس میں ہر انسان کی عمر اور موت اور رزق اور بارش وغیرہ کی مقداریں مقررہ فرشتوں کو لکھوادی جاتی ہیں یہاں تک کہ جس شخص کو اس سال میں حج نصیب ہوگا وہ بھی لکھدیا جاتا ہے اور یہ فرشتے جن کو یہ امور سپرد کئے جاتے ہیں۔ بقول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ چار ہیں۔ اسرافیل، میکائیل، عزرائیل، جبرئیل (علیہم السلام) (قرطبی)

سورۃ دخان کی آیت انا انزلنہ فی لیلۃ مبرکۃ انا کنا منذرین، فیھا یفرق کل امر حکیم، امراً من عندنا میں یہ مضمون خود صراحت کے ساتھ آ گیا ہے کہ اس لیلۃ مبارکہ میں تمام امور تقدیر کے فیصلے لکھے جاتے ہیں اور اس آیت کی تفسیر میں گزر گیا ہے کہ جمہور مفسرین کے نزدیک لیلۃ مبارکہ سے مراد بھی لیلۃ القدر ہی ہے اور بعض حضرات نے جو لیلہ مبارکہ سے نصف شعبان کی رات یعنی لیلۃ البرائت مراد لی ہے تو وہ اس کی تطبیق اس طرح کرتے ہیں کہ ابتدائی فیصلے امور تقدیر کے اجمالی طور پر شب براءت میں ہوجاتے ہیں پھر ان کی تفصیلات لیلۃ القدر میں لکھی جاتی ہیں اس کی تائید حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے ایک قول سے ہوتی ہے جس کو بغوی نے بروایت ابوالضحی نقل کیا ہے اس میں فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ سال بھر کے تقدیری امور کا فیصلہ تو شب برائت یعنی نصف شعبان کی رات میں کرلیتے ہیں پھر شب قدر میں یہ فیصلے متعلقہ فرشتوں کے سپرد کردیئے جاتے ہیں (مظہری) اور یہ پہلے لکھا جاچکا ہے کہ امور تقدیر کے فیصلے اس رات میں ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس سال میں جو امور تقدیر نافذ ہونا ہیں وہ لوح محفوظ سے نقل کر کے فرشتوں کے حوالے

کر دیئے جاتے ہیں اور اصل نوشتہ تقدیر ازل میں لکھا جا چکا ہے۔

لیلۃ القدر کی تعیین:۔ اتنی بات تو قرآن کریم کی تصریحات سے ثابت ہے کہ شب قدر ماہ رمضان المبارک میں آتی ہے مگر تاریخ کے تعین میں علماء کے مختلف اقوال ہیں جو چالیس تک پہنچتے ہیں مگر تفسیر مظہری میں ہے کہ ان سب اقوال میں صحیح یہ ہے کہ لیلۃ القدر رمضان مبارک کے آخری عشرہ میں ہوتی ہے مگر آخری عشرہ کی کوئی خاص تاریخ متعین نہیں بلکہ ان میں سے کسی بھی رات میں ہوسکتی ہے وہ ہر رمضان میں بدلتی بھی رہتی ہے اور ان دس میں سے خاص طاق راتیں یعنی 21,23,25,27,29 میں از روئے احادیث صحیحہ زیادہ احتمال ہے۔ اس قول میں تمام احادیث جو تعیین شب قدر کے متعلق آئی ہیں جمع ہوجاتی ہیں جن میں 21,23,25,27,29 راتوں میں شب قدر ہونے کا ذکر آیا ہے۔ اگر شب قدر کو ان راتوں میں دائر اور ہر رمضان میں منتقل ہونے والا قرار دیا جائے تو یہ سب روایات حدیث اپنی اپنی جگہ درست اور ثابت ہوجاتی ہیں کسی میں تاویل کی ضرورت نہیں رہتی، اسی لئے اکثر ائمہ فقہاء نے اس کو عشرہ اخیرہ میں منتقل ہونے والی رات قرار دیا ہے۔ ابوقلابہ، امام مالک، احمد بن حنبل، سفیان ثوری، اسحاق بن راہویہ ابوثور، مزنی، ابن خزیمہ رحمھم اللہ وغیرہ سب نے یہی فرمایا ہے اور ایک روایت میں امام شافعی سے بھی اس کے موفق منقول ہے اور دوسری روایت امام شافعی کی یہ ہے کہ یہ رات منتقل ہونے والی نہیں بلکہ معین ہے۔

(ابن کثیر)

صحیح بخاری میں حضرت صدیقہ عائشہ کی روایت سے آیا ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا تحروالیلۃ القدر فی العشر الاواخر من رمضان، یعنی شب قدر کو رمضان کے آخری عشرہ میں تلاش کرو اور صحیح مسلم میں حضرت ابن عمر کی روایت سے آیا ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا فاطلبوھا فی الوتر منھا، یعنی شب قدر کو رمضان کے عشرہ اخیرہ کی طاق راتوں میں طلب کرو۔ (مظہری)

لیلۃ القدر کے بعض فضائل اور اس رات کی مخصوص دعا:۔

اس رات کی سب سے بڑی فضیلت تو وہی ہے جو اس سورت میں بیان ہوئی ہے کہ اس ایک رات کی عبادت ایک ہزار مہینوں یعنی تراسی 83 سال سے زائد کی عبادت سے بھی بہتر ہے پھر بہتر ہونے کی کوئی حد مقرر نہیں، کتنی بہتر ہے کہ دوگنی چوگنی دس گنی سوگنی وغیرہ سبھی احتمالات ہیں۔

اور صحیحین میں حضرت ابوہریرہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا کہ جو شب قدر میں عبادت کے لئے کھڑا رہا اس کے تمام پچھلے گناہ معاف ہوگئے اور حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا کہ شب قدر میں وہ تمام فرشتے جن کا مقام سدرۃ المنتہیٰ پر ہے جبرئیل امین کیساتھ دنیا میں اترتے ہیں اور کوئی مومن مرد یا عورت ایسی نہیں جس کو وہ سلام نہ کرتے ہوں بجز اس آدمی کے جو شراب پیتا یا خنزیر کا گوشت کھاتا ہو۔

اور ایک حدیث میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا کہ جو شخص شب قدر کی خیر و برکت سے محروم رہا وہ بالکل ہی محروم بدنصیب ہے۔ شب قدر میں بعض حضرات کو خاص انوار کا مشاہدہ بھی ہوتا ہے مگر نہ یہ سب کو حاصل ہوتا ہے نہ رات کی برکات اور ثواب حاصل ہونے میں ایسے مشاہدات کا کچھ دخل ہے اس لئے اس کی فکر میں نہ پڑنا چاہئے۔

حضرت صدیقہ عائشہ نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے دریافت کیا کہ اگر میں شب قدر کو پاؤں تو کیا دعاء کروں آپ نے فرمایا کہ یہ دعا کرو اللھم انک عفو تحب العفو فاعف عنی یا اللہ آپ بہت معاف کرنے والے ہیں اور معافی کو پسند کرتے ہیں۔ میری خطائیں معاف فرمایئے۔ (قرطبی)

انا انزلنہ فی لیلۃ القدر اس آیت میں تصریح ہے کہ قرآن کریم شب قدر میں نازل ہوا، اس کا یہ مفہوم بھی ہوسکتا ہے۔ پورا قرآن لوح محفوظ سے اس رات میں اتارا گیا پھر جبرئیل امین اس کو تدریجاً تیئس سال کے عرصہ میں حسب ہدایت تھوڑا تھوڑا لاتے رہے اور یہ بھی مراد ہوسکتی ہے کہ ابتدائے نزول قرآن اس رات میں چند آیتوں سے ہوگیا باقی بعد میں نازل ہوتا رہا۔

تمام آسمانی کتابیں رمضان ہی میں نازل ہوئی ہیں:۔ حضرت ابوذر غفاری نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا کہ صحف ابراہیم (علیہ السلام) تیسری تاریخ رمضان میں اور تورات چھٹی تاریخ میں اور انجیل تیرہویں تاریخ میں اور زبور اٹھارویں تاریخ رمضان میں نازل ہوئی ہیں اور قرآن نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر چوبیس تاریخ رمضان میں اترا ہے۔ (مظہری)

• • •

درسِ حدیث

مفتی ڈاکٹر عبدالواحد صاحب

شب قدر اور اعتکاف

شب قدر کا ہونا تو قطعی ہے کیونکہ اس کا ذکر قرآن پاک میں ہے۔

اِنَّا اَنْزَلْنَاہُ فِیْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ (سورۃ قدر)

"ہم نے قرآن کو (لوح محفوظ سے آسمان دنیا تک) شب قدر میں اتارا ہے"

لیکن یہ کونسی رات ہے؟ اس کے بارے میں کوئی قطعی جواب نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو اس کی تعیین کرائی گئی لیکن پھر بھلوا دی گئی۔

حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے (ایک موقع پر) فرمایا مجھے یہ رات (یعنی شب قدر) دکھائی گئی پھر (کسی حکمت سے) مجھے بھلوا دی گئی (مثلاً یہ کہ لوگ کہیں اسی رات پر اکتفا کر کے نہ بیٹھ جائیں)۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عبادہ بن صامت ؓ کہتے ہیں (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ باہر نکلے تاکہ ہمیں لیلۃ القدر کے بارے میں بتائیں (کہ کب ہوتی ہے) تو دو مسلمان (عبداللہ بن ابی حدرد اور کعب بن مالک) آپس میں (ایک دوسرے پر قرض کی وجہ سے) جھگڑ رہے تھے تو (رسول اللہ ﷺ ان کا جھگڑا نمٹانے لگ گئے اس سے فارغ ہو کر لوگوں سے) فرمایا میں نکلا تھا تاکہ تمہیں لیلۃ القدر کے بارے میں بتاؤں (لیکن) فلاں اور فلاں آپس میں جھگڑ رہے تھے اور (ان کا جھگڑا نمٹانے کے دوران) وہ بات (میرے دل سے) اٹھالی گئی (اور مجھے بھلوا دی گئی) اور شاید کہ یہی تمہارے لئے بہتر ہو۔ (بخاری)

البتہ عام طور سے حدیثوں میں رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں اس کو تلاش کرنے کا حکم ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری عشرہ کی

طاق راتوں میں تلاش کرو۔ (بخاری) بعض حضرات نے بعض منقول علامتوں کی وجہ سے خاص متعین رات کا قول کیا ہے، لیکن یہ تعین قطعی نہیں۔

ستائیسویں رات

زر بن حبیش رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے ان شاء اللہ کہے بغیر (یعنی پختہ) قسم کھاتے ہوئے کہا کہ لیلۃ القدر تو ستائیسویں رات ہے۔ (زر کہتے ہیں) میں نے پوچھا اے ابو منذر (حضرت ابی بن کعبؓ کی کنیت تھی) آپ یہ بات کس دلیل سے کہتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا اس علامت یا نشانی کی وجہ سے جو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بتلائی کہ لیلۃ القدر کے دن میں سورج اس حالت میں نکلتا ہے کہ اس کی شعاع نہیں ہوتی۔ (اور ہمیں ستائیسویں کی صبح کو اس کا مشاہدہ ہوا ہے)۔ (مسلم)

اکیسویں رات

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں اپنے کو دیکھا کہ لیلۃ القدر کی صبح کو گارے اور پانی پر سجدہ کر رہا ہوں۔ حضرت ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں کہ اسی رات بارش ہوئی اور مسجد کی چھت چھپر کی تھی لہٰذا چھت ٹپکی اور میری آنکھوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ اکیسویں رات کی صبح کو آپ کی پیشانی پر گارے اور پانی کا نشان تھا۔ (بخاری و مسلم)

اعتکاف

مسنون اعتکاف

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری دس دنوں کا اعتکاف کرتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دی۔ آپ (کی وفات) کے بعد آپ ﷺ کی ازواج (ان دنوں کا) اعتکاف کرتی رہیں۔ (بخاری)

اعتکاف کیلئے روزہ شرط ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا یہ سنت ہے کہ اعتکاف روزے کے بغیر نہیں ہوتا۔ (ابوداؤد)

اعتکاف کہاں ہوسکتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا یہ سنت ہے کہ اعتکاف صرف اس مسجد میں ہوتا ہے جس میں جماعت کے ساتھ نماز ہوتی ہو۔(ابوداؤد)

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت حذیفہؓ نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے کہا! کیا آپ کو ایسے لوگوں پر تعجب نہیں جو آپ کے گھر اور حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کے گھر کے درمیان (اپنے گھروں میں) اعتکاف کرتے ہیں۔حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا شاید وہ درست کرتے ہوں اور میں ہی خطا پر ہوں یا ان کو بات یاد ہو اور میں ہی بھول گیا ہوں لیکن مجھے تو یہی معلوم ہے کہ اعتکاف صرف اسی مسجد میں ہوسکتا ہے جس میں جماعت (کے ساتھ نماز) ہوتی ہو۔(طبرانی)

اعتکاف کے احکام

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں اعتکاف کرنے والے کیلئے سنت سے حکم یہ ہے کہ وہ کسی مریض کی عیادت کے لئے نہ نکلے اور نہ نماز جنازہ پڑھنے کے لئے نکلے اور نہ کسی عورت کو (شہوت سے) چھوئے اور نہ اس سے چمٹے اور سوائے ناگزیر حاجت کے، کسی حاجت کے لئے نہ نکلے۔(ابوداؤد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ جب اعتکاف میں ہوتے تو مسجد میں ہوتے ہوئے آپ اپنا سر میرے قریب کر دیتے اور میں (اپنے کمرے میں ہوتے ہوئے) آپ کے کنگھی کر دیتی اور آپ سوائے انسانی طبعی ضرورت کے گھر میں داخل نہ ہوتے۔ (بخاری ومسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ اعتکاف میں ہوتے ہوئے جب اپنی کسی طبعی ضرورت سے مسجد سے نکلتے تو) گذرتے گذرتے مریض کی عیادت کر لیتے ٹھہر کر اس کی حالت نہ پوچھتے۔ (ابوداؤد)

اعتکاف کب شروع کیا جائے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ جب اعتکاف کا ارادہ کرتے تو (بیسویں تاریخ کو) فجر پڑھتے پھر (ضروری کام کاج سے فارغ ہو کر مغرب سے پہلے) اپنے معتکف میں داخل ہو جاتے اور آپ جب رمضان کے آخری دس دن کا اعتکاف کرتے تو اپنا خیمہ لگانے کا حکم

دیتے جو لگا دیا جاتا۔ (مسلم)

معتکف کے لئے چارپائی یا بستر بچھانا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اعتکاف کرتے تو آپ کے لئے (مسجد میں) ستون توبہ کے پیچھے بستر بچھا دیا جاتا یا چارپائی لگا دی جاتی۔ (ابن ماجہ)

مسنون اعتکاف شب قدر حاصل کرنے کیلئے ہے

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (ایک مرتبہ شروع میں) رمضان کے پہلے عشرہ کا اعتکاف کیا پھر ایک ترکی خیمہ میں درمیانے عشرہ کا اعتکاف کیا۔ پھر آپ نے اپنا سر باہر نکالا اور فرمایا میں نے شب قدر کی تلاش میں پہلے عشرہ کا اعتکاف کیا پھر درمیانے عشرہ کا اعتکاف کیا پھر ایک فرشتہ میرے پاس آیا اور مجھ سے کہا کہ شب قدر تو آخری عشرہ میں ہے تو جس شخص نے میرے ساتھ اعتکاف کیا ہے وہ آخری عشرہ کا بھی اعتکاف کرے (تاکہ اصل مقصود حاصل ہو) (مسلم)

نبی ﷺ ہر سال صرف آخری عشرہ کا اعتکاف کرتے تھے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (جب سے آپ ﷺ کو معلوم ہوا کہ شب قدر آخری عشرہ میں ہوتی ہے اس وقت سے) رسول اللہ ﷺ ہر سال (رمضان کے آخری) دس دن کا اعتکاف کرتے تھے)۔ (بخاری)

رسول اللہ ﷺ دو سال اعتکاف نہ کر پائے تو آپ نے بعد میں قضا کی

پہلا واقعہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ رمضان کے آخری عشرہ کے اعتکاف کا ارادہ کیا تو اپنے لئے خیمہ لگانے کا حکم دیا۔ خیمہ لگا دیا گیا۔ کہتی ہیں جب میں نے آپ ﷺ کے لئے خیمہ لگتے دیکھا تو میں نے بھی (آپ سے اجازت لے کر) اپنے لئے خیمہ لگانے کو کہا جو لگا دیا گیا اور (مجھے دیکھ کر) میرے علاوہ آپ کی دیگر ازواج (یعنی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا) نے بھی اپنے لئے خیمے لگانے کو کہا جو لگا دیئے گئے۔ جب نبی ﷺ نے فجر کی نماز پڑھائی اور (اپنے خیمے کے ساتھ اپنی ازواج کے) خیموں کو لگے دیکھا تو فرمایا کہ کیا تمہارا ارادہ نیکی حاصل کرنے کا ہے؟ (اگر

ایسا ہی ہے تو نیکی کمانے کے لئے حالات کو بھی تو دیکھنا چاہئے۔ اگر اور ازواج بھی اپنے خیمے لگانے کو سوچ لیں تو مسجد میں نمازیوں کے لئے جگہ کہاں رہے گی اور بغیر خیمے کے عورتوں کا مسجد میں مستقل ٹھہرنا غیر مناسب اور حیا کے خلاف ہے) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں پھر آپ ﷺ نے چونکہ ابھی اکیسویں شب شروع نہ ہوئی تھی اور بیسویں تاریخ کا دن تھا اس لئے تاکید کی خاطر، اور اس لئے بھی کہ ازواج پر اس سال اعتکاف کا ترک آسان ہو، اپنے خیمے کے بارے میں حکم دیا اور وہ اکھیڑ دیا گیا اور (پھر) آپ نے اپنی ازواج کو اپنے خیمے اکھیڑنے کا حکم دیا تو وہ اکھیڑ دیئے گئے۔ پھر آپ ﷺ نے (اس سال رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف نہیں کیا بلکہ) شوال کے پہلے عشرہ کا (یعنی 2 شوال سے 11 شوال تک) اعتکاف کیا۔ (ابوداؤد)

دوسرا واقعہ

حضرت ابی بن کعب ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف کرتے تھے۔ ایک سال (یعنی 8ھ میں فتح مکہ کی وجہ سے) آپ ﷺ سفر میں تھے اس لئے اعتکاف نہ کر سکے جب (آئندہ یعنی 9ھ کا سال چھوڑ کر) اگلا (10ھ کا) سال ہوا تو آپ نے بیس دن کا اعتکاف کیا (دس دن اس سال کے اور دس دن سابقہ سال کے، کیونکہ اگرچہ مسنون اعتکاف کی قضا نہیں ہوتی لیکن آپ ﷺ کا معمول تھا کہ جس عمل کو اختیار کرتے ظاہری صورت میں بھی اس پر مداومت فرماتے)۔ (ابن ماجہ)۔

فائدہ: اگرچہ حدیث کے ظاہری الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے بیس دن کا اعتکاف سن 9ھ کے رمضان میں کیا ہوگا لیکن چونکہ حضرت ابی بن کعب ؓ نے آپ ﷺ کے معمول میں صرف ایک مرتبہ بیس دن کا اعتکاف کرنے کا ذکر کیا ہے اور مندرجہ ذیل حدیث میں نبی ﷺ کا اپنی عمر کے آخری سال 10ھ کے رمضان میں بیس دن کا اعتکاف کرنے کی تصریح ملتی ہے اس لئے ترجیح اسی کو حاصل ہے کہ اگلے سال سے مراد 10ھ کا سال ہے۔

حضرت ابوہریرہ ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے اپنی وفات والے سال بیس دن کا اعتکاف کیا۔ (بخاری)۔

• • •

مولانا محمد اللہ قاسمی

رمضان المبارک کے آخری عشرہ کے خصوصی فضائل

اسلام کی پانچ بنیادی تعلیمات میں توحید، نماز، زکوٰۃ اور حج کے ساتھ ماہ رمضان کے روزوں کا بھی شمار ہے۔ ماہ رمضان بڑی فضیلتوں اور برکتوں والا مہینہ ہے۔ اس مہینہ میں اہل ایمان کی طرف اللہ تعالی کی خصوصی رحمتیں متوجہ ہوتی ہیں۔ احادیث و آثار میں رمضان شریف کے بڑے فضائل اور برکات مذکور ہیں۔ احادیث کے مطابق رمضان کے تین عشرے تین مختلف خصوصیات کے حامل ہیں اور ہر ایک پر خصوصی رنگ غالب ہے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رمضان کا پہلا عشرہ رحمت کا ہے، دوسرا عشرہ مغفرت کا اور تیسرا عشرہ جہنم سے آزادی کا۔ (صحیح ابن خزیمہ، حدیث 1780، بیہقی شعب الایمان)

یوں تو رمضان کا پورا مہینہ دیگر مہینوں میں ممتاز اور خصوصی مقام کا حامل ہے، لیکن رمضان شریف کے آخری دس دنوں (آخری عشرہ) کے فضائل اور بھی زیادہ ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں عبادت وطاعت، شب بیداری اور ذکر وفکر میں اور زیادہ منہمک ہوجاتے تھے۔ احادیث میں ذکر ہے، ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آخری عشرہ میں اتنا مجاہدہ کیا کرتے تھے جتنا دوسرے دنوں میں نہیں کیا کرتے تھے۔ (صحیح مسلم، حدیث 2009) سنن ابن ماجہ، صحیح ابن خزیمہ اور مسند احمد میں بھی اسی مفہوم کی احادیث مروی ہیں جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ رمضان کے اخری عشرہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات دیگر ایام کے مقابلہ میں بڑھ جاتے تھے۔

دیگر احادیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات کی تفصیلات ملتی ہیں۔ جیسا کہ اس حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب آخری عشرہ شروع ہوجاتا تو نبی ﷺ رات بھر بیدار رہتے اور

اپنی کمر کس لیتے اور اپنے گھر والوں کو بھی جگاتے تھے۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم) شعب الایمان بیہقی کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ مہینہ ختم ہونے سے پہلے بستر پر نہیں آتے تھے۔

راتوں کو اٹھ کر عبادت کرنے کا معمول آپ ﷺ کا تو ہمیشہ ہی تھا، لیکن رمضان میں آپ کمر کس کر عبادت کے لیے تیار ہوجاتے اور پوری پوری رات عبادت میں گزارتے۔ یہ مضمون حضرت عائشہؓ کی ایک دوسری روایت سے اور زیادہ واضح ہوتا ہے، وہ بیان فرماتی ہیں: مجھے یاد نہیں کہ نبی کریم ﷺ نے رمضان کے علاوہ کبھی بھی ایک ہی رات میں پورا قرآن مجید پڑھا ہو یا پھر صبح تک عبادت ہی کرتے رہے ہوں، یا رمضان المبارک کے علاوہ کسی اور مکمل مہینہ کے روزے رکھے ہوں۔ (سنن نسائی، حدیث: 1336)

دوسرا خصوصی معمول جس کا ذکر حدیث میں ہے وہ ہے اپنے اہل خانہ کو رات میں عبادت کے لیے جگانا۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر والوں کو سارا سال ہی جگایا کرتے تھے، لہٰذا رمضان المبارک میں خصوصیت کے ساتھ جگانے کے ذکر کا صاف مطلب یہی ہے کہ رمضان کے آخری عشرہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر والوں کو باقی سارے سال کی بہ نسبت جگانے کا زیادہ اہتمام فرماتے تھے۔

اعتکاف: مسجد میں بہ نیت عبادت قیام

رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی ایک اہم خصوصیت اعتکاف ہے۔ آپ ﷺ کا مبارک معمول تھا کہ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرماتے تھے۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ رمضان شریف کے آخری دس دنوں کا اعتکاف فرماتے تھے۔ (بخاری، حدیث: 1885) صحیح بخاری و مسلم کی روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف کرتے رہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے پاس بلا لیا، پھر ان کے بعد ان کی ازواج مطہرات نے بھی اعتکاف کیا۔ (بخاری، حدیث: 1886) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال رمضان شریف میں دس دنوں کا اعتکاف فرماتے تھے، اور جس سال آپ کا انتقال ہوا اس سال آپ نے بیس دنوں کا اعتکاف فرمایا۔ (بخاری، حدیث: 1903)

آخری عشرہ کا اعتکاف (یعنی مسجد میں عبادت کی نیت سے قیام) سنت علی الکفایہ ہے۔ اعتکاف مسجد کا حق ہے اور پورے محلہ والوں کی اجتماعی ذمہ داری ہے کہ ان کا کوئی فرد مسجد میں ان دنوں اعتکاف کرے۔

اعتکاف کرنے والے کے لیے مسنون ہے کہ وہ طاعات میں مشغول رہے اور کسی شدید طبعی یا شرعی ضرورت کے بغیر مسجد سے باہر نہ نکلے۔ اعتکاف کی حقیقت خالق ارض وسماء اور مالک الملک کے دربار عالی میں پڑ جانے کا نام ہے۔ اعتکاف، عاجزی ومسکنت اور تضرع وعبادت سے اللہ کی رضا وخوشنوی کے حصول کا بہترین ذریعہ ہے۔ اعتکاف دراصل انسان کی اپنی عاجزی کا اظہار اور اللہ کی کبریائی اور اس کے سامنے خود سپردگی کا اعلان ہے۔

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آخری عشرہ کا اعتکاف خاص طور پر لیلۃ القدر کی تلاش اور اس کی برکات پانے کے لیے فرماتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آخری عشرہ میں اعتکاف کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ رمضان کے آخری دس دنوں میں لیلۃ القدر کو تلاش کرو۔ (صحیح بخاری ،حدیث : 1880)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ کی روایت میں تفصیل ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے پہلے عشرہ کا اعتکاف کیا اور ہم نے بھی اعتکاف کیا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ کے پاس آئے اور کہا کہ آپ کو جس کی تلاش ہے وہ آگے ہے۔ چناں چہ آپ ﷺ نے دوسرے عشرہ کا بھی اعتکاف کیا اور ہم نے بھی کیا۔ پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ کو بتایا کہ مطلوبہ رات ابھی آگے ہے۔ چناں چہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیسویں رمضان کی صبح کو خطبہ کے لیے کھڑے ہوئے اور فرمایا: جو میرے ساتھ اعتکاف کر رہا تھا اسے چاہیے کہ وہ آخری عشرے کا اعتکاف بھی کرے۔ مجھے شب قدر دکھائی گئی جسے بعد میں بھلا دیا گیا۔ یاد رکھو لیلۃ القدر رمضان المبارک کے آخری دس دنوں میں ہے۔ (صحیح بخاری ، حدیث: 771)

لیلۃ القدر: ہزار مہینوں سے بہتر رات

رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی سب سے اہم فضیلت وخصوصیت یہ ہے کہ اس میں ایک ایسی رات پائی جاتی ہے جو ہزار مہینوں سے بھی زیادہ افضل ہے اور اسی رات کو قرآن مجید جیسا انمول تحفہ دنیائے انسانیت کو ملا۔ اللہ سبحانہ وتعالی نے اس رات کی فضیلت میں پوری سورۃ نازل فرمائی، ارشاد ہوا: "ہم نے قرآن کریم کو شب قدر میں نازل کیا ہے۔ آپ کو کیا معلوم کہ شب قدر کیا ہے؟ شب قدر ہزار مہینوں سے بھی بہتر ہے۔ اس میں فرشتے اور روح (جبریل) اپنے رب کے حکم سے ہر کام کے لیے اترتے ہیں، یہ رات

سراسر سلامتی ہے اور فجر کے طلوع ہونے تک رہتی ہے۔" (سورۃ القدر 97:1-5)

ایک دوسری آیت میں اس کو مبارک رات کہا گیا ہے، ارشاد ہے: "قسم ہے اس کتاب کی جو حق کو واضح کرنے والی ہے۔ ہم نے اسے ایک مبارک رات میں نازل کیا ہے"۔ (سورۃ الدخان 2:44)

چناں چہ شب قدر کی عبادت کا ثواب ایک ہزار مہینوں کی عبادت سے زیادہ ہے۔ نیز، اسی رات اللہ تعالی نے قرآن مجید کو یکبارگی لوحِ محفوظ سے آسمانِ دنیا پر نازل فرمایا اور پھر اس کے بعد نبوت کی ۲۳ سالہ مدت میں حسب ضرورت نبی ﷺ پر نازل ہوتا رہا۔ انھیں آیات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس رات کو ملائکہ نزول کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سال بھر کے تقدیر کے فیصلے فرشتوں کے حوالے فرمادیتے ہیں تاکہ وہ اپنے اپنے وقت پر ان کی تکمیل کرتے رہیں۔ اس رات میں فرشتوں کا نزول بھی رحمت و برکت کا سبب ہوتا ہے۔

لیلۃ القدر کا مطلب ہے قدر اور تعظیم والی رات ہے یعنی ان خصوصیتوں اور فضیلتوں کی بنا پر یہ قدر والی رات ہے۔ یا پھر یہ معنی ہے کہ جو بھی اس رات بیدار ہو کر عبادت کرے گا وہ قدر وشان والا ہوگا۔ تو اللہ تعالی نے اس رات کی جلالت ومنزلت اور مقام ومرتبہ کی بنا پر اس کا نام لیلۃ القدر رکھا کیونکہ اللہ تعالی کے ہاں اس رات کی بہت قدر ومنزلت ہے۔ شب قدر کی فضیلت بے شمار آیات واحادیث سے ثابت ہے۔ صحیحین کی حدیث میں ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص شب قدر کو ایمان اور اجر وثواب کی نیت سے عبادت کرے، اس کے سارے پچھلے گناہ معاف کردیے جاتے ہیں۔ (صحیح بخاری، حدیث: 1768)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہ مہینہ (رمضان کا) تم کو ملا ہے، اس میں ایک رات ہے جو ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ جو اس سے محروم رہا گویا وہ تمام خیر سے محروم رہا، اور اس کی خیر و برکت سے کوئی محروم ہی بے بہرہ رہ سکتا ہے۔" (سنن ابن ماجہ، حدیث : 1634، معجم الکبیر للطبرانی، حدیث: 1500)

مسلمانوں کو ترغیب وتاکید ہے کہ وہ اس رات کو اللہ تعالی کی عبادت کریں، رات کو دعا وعبادت اور ذکر وتلاوت میں گزاریں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسی مبارک رات کی تلاش کے لیے اعتکاف فرماتے تھے اور رمضان کے آخری عشرہ میں پوری پوری رات عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سید الرسل اور محبوب رب العالمین تھی، وہ اللہ کے نزدیک مقبول اور بخشے بخشائے تھے،

لیکن پھر بھی اللہ کی رضا کی تلاش میں آپ اتنی جدوجہد فرماتے تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہمارے لیے اسوہ اور نمونہ ہے۔اللہ تعالی کی رحمت ومغفرت کے ہم بہت زیادہ محتاج ہیں۔لہٰذا،ہمیں اس رات کی تلاش وجستجو کرنا چاہیے اور آخری عشرہ کی راتوں کو ذکر وعبادت میں گزارنا چاہیے۔

اس رات کو رمضان اور خاص کر اس کے آخری عشرہ میں تلاش کرنا مستحب ہے۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ رمضان کے آخری دس دنوں کا اعتکاف فرماتے تھے اور فرماتے تھے کہ شب قدر کو رمضان کے آخری دس دنوں میں تلاش کرو۔ (صحیح بخاری) اور ابن عباس رضي اللہ تعالی عنہما کی حدیث میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: شب قدر کو رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں تلاش کرو، باقی نو رہ جائیں تو ان میں، باقی سات رہ جائیں تو ان میں، باقی پانچ رہ جائیں تو ان میں۔ (صحیح بخاری،) پھر احادیث کی روشنی میں شب قدر کے آخری عشرہ میں بھی طاق راتوں میں وقوع کا زیادہ امکان معلوم ہوتا ہے۔حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شب قدر کو رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔(صحیح بخاری،) جب کہ بعض احادیث میں ستائیسویں رات کو شب قدر ہونے کی بات بھی وارد ہوئی ہے۔جیسا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ شب قدر ستائیسویں رات ہے۔(سنن ابوداود ، مسند احمد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے کہا کہ اگر مجھے شب قدر کا علم ہوجائے تو میں کیا دعا کروں؟ تو نبی ﷺ نے فرمایا: اللھم انک عفو کریم تحب العفو فاعف عني) اے اللہ تو معاف کرنے والا کرم والا ہے اور معافی کو پسند کرتا ہے، لہٰذا مجھے معاف کردے)(سنن ترمذی)

حضرات محدثین وعلماء فرماتے ہیں کہ شب قدر سے متعلق روایات کثرت سے مروی ہیں اور ان کے مجموعہ سے یہ بات واضح طور پر معلوم ہوتی ہے کہ شب قدر ہر سال منتقل ہوتی رہتی ہے، اور طاق راتوں میں اس کا امکان زیادہ ہوتا ہے جب کہ ستائیسویں رات میں اور زیادہ۔اللہ تعالیٰ نے اپنی بے پایاں مصلحت و حکمت سے شب قدر کو مخفی رکھا ہے۔اس کو مخفی رکھنے میں شاید ہماری طلب اور ذوق جستجو کا امتحان مقصود ہے۔ اگر کوئی شخص خلوصِ نیت اور صدقِ دل سے کوشش کرے، چاہے اسے علم ہو یا نہ ہو، تو ان شاء اللہ وہ محروم نہیں رہے گا۔اہل ذوق کے یہاں تو سارا معاملہ ذوقِ طلب اور شوقِ جستجو ہی کا ہے۔

• • •

مولانا محمد منصور احمد

رمضان المبارک اور غزوۂ بدر

رمضان المبارک اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے اور عبادات کا مہینہ ہے۔ روزہ اور تراویح اپنے ساتھ کئی رونقیں اور بہاریں لے کے آتے ہیں۔ یہی ماہِ مبارک قرآنِ مجید فرقانِ حمید کے نازل ہونے کی سالگرہ ہے اور یہی ماہِ مبارک یوم الفرقان یعنی غزوۂ بدر کے پیش آنے کا بھی مہینہ ہے۔ بدر کا لفظ ہی کچھ ایسا پُرکشش اور روحانی اثرات کا حامل ہے کہ آج صدیاں بیت جانے اور مسلمانوں کی غفلت کے باوجود بھی جب ایک صاحبِ ایمان بدر کا لفظ زبان سے ادا کرتا ہے تو اُس کے دل و دماغ میں ایمانی بجلیاں کوند پڑتی ہیں' اُس کے ایمانی جذبات جوش مارنے لگتے ہیں اور اُس کو اپنا ایمان واضح طور پر بڑھتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔

قرآن عزیز نے جن اہم غزوات کا تذکرہ کیا ہے ان میں سب سے زیادہ نمایاں حیثیت ''غزوہ بدر'' کو حاصل ہے۔ اس لیے کہ یہ غزواۃ اسلام میں سب سے بڑا غزوہ ہے اور اسلام کی عزت وشوکت کی ابتداء اور کفر وشرک کی ذلت ورسوائی کی ابتداء بھی اسی غزوہ سے ہوئی اور اللہ کی رحمت سے اسلام کو بغیر ظاہری اور مادی اسباب کے محض غیب سے قوت حاصل ہوئی اور کفر وشرک کے سر پر ایسی کاری ضرب لگی کہ کفر کے دماغ کی ہڈی چکنا چور ہوگئی۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس دن کو قرآن کریم میں ''یوم الفرقان'' فرمایا، یعنی حق اور باطل میں فرق اور امتیاز کا دن۔ اس غزوہ کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگائیں کہ حضرت رفاعہ بن رافعؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ جبرئیل علیہ السلام، آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ سوال کیا کہ آپ اہل بدر کو کیا سمجھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا ''سب سے افضل اور بہتر''۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا ''اسی طرح وہ فرشتے جو بدر میں حاضر ہوئے سب فرشتوں سے افضل اور بہتر ہیں''۔ (بخاری)

۱۷/رمضان المبارک ۲ ہجری میں مدینہ منورہ سے قریب مقام بدر میں یہ اہم غزوہ پیش آیا جس نے دنیا کی تاریخ ادیان وملل کا ہی نہیں بلکہ ہر شعبۂ حیات کا رخ پلٹ کر ظلم سے عدل کی جانب پھیر دیا۔

☆.....☆.....☆

یہ رمضان المبارک کے شروع کے دن تھے کہ آپ کو اطلاع ملی کہ قریش کا قافلہ شام سے واپس آرہا ہے۔ اسی قافلے میں قریش کے ایک ہزار اونٹ سامان سے لدے ہوئے آرہے تھے اور اس میں قریش کے پچاس ہزار دینار نقد کی صورت میں موجود تھے اور ابوسفیان بن حرب اس کی سرپرستی کررہا تھا۔ قریش کے ہر غریب وامیر کا پیسہ اس قافلہ میں لگا ہوا تھا اور ہر گھر قافلے کی واپسی کا شدت سے انتظار کررہا تھا۔ آپ نے مسلمانوں کو جمع کرکے اس کی خبر دی اور فرمایا۔

''یہ قریش کا کاروانِ تجارت ہے، جو مال واسباب سے بھرا ہوا ہے، تم اس کی طرف نکلو، عجیب نہیں کہ حق تعالیٰ تم کو وہ قافلہ غنیمت میں عطا فرمائے۔''

اس اعلان پر بعض حضرات نے تو بخوشی اس مقابلے کے لیے آمادگی کا اظہار کیا اور بعض حضرات نے یہ سمجھ کر کہ کسی اہم جنگ کا معاملہ نہیں ہے اس لیے اس کے تعاقب پر آمادگی کا ثبوت نہیں دیا۔ ان کا مقصد حکم عدولی نہیں تھا بلکہ اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ سمجھ رہے تھے کہ نبی علیہ السلام کسی جنگ کے ارادے سے نہیں جا رہے ہیں بلکہ صرف قریش کے قافلے کے ارادے سے نکل رہے ہیں۔ چنانچہ ابن سعد فرماتے ہیں:

''ابوسفیان کا قافلہ یہ وہی قافلہ تھا جس کے لیے آپ غزوہ عشیرہ میں دوسو مہاجرین کو ہمراہ لے کر نکلے تھے لیکن قافلہ بچ نکلا تھا۔ اب یہ قافلہ شام سے واپس آرہا تھا۔ چونکہ آپ کا خروج فقط قافلہ کی غرض سے تھا اس لیے عجلت میں بہت تھوڑے آدمی آپ کے ہمراہ ہوسکے اور یہ سفر چونکہ جہاد وقتال کے لیے نہ تھا اس لیے نہ جانے والوں پر کسی قسم کا عتاب اور کسی قسم کی ملامت نہیں کی گئی۔''

حضور علیہ السلام کے اعلان پر تین سو تیرہ (یا چودہ یا پندرہ) صحابیؓ اپنی جان کی بازی لگانے کے لیے تیار ہوگئے۔ جلدی نکلنے کی وجہ سے جنگی سامان کی اس قدر کمی تھی کہ سواری کے لیے صرف دو گھوڑے اور ستر اونٹ تھے۔ اور لڑنے کیلئے صرف آٹھ تلواریں اور چھ زرہیں تھیں۔

☆.....☆.....☆

یہ بھی رمضان المبارک ہی کے ایمان افروز لمحات تھے کہ جب مسلمانوں کو ایک طرف تو یہ پتہ چلا کہ ابوسفیان کی قیادت میں تجارتی قافلہ بچ نکلا ہے اور دوسری طرف یہ معلوم ہے کہ ابوجہل کی قیادت میں ایک ہزار کے قریب مشرکین جنگ کے لیے مکہ مکرمہ سے بدر کی طرف روانہ ہوچکے ہیں۔ تب نبی کریم ﷺ نے صحابۂ کرامؓ سے دوبارہ مشورہ ضروری سمجھا، کیونکہ معاملہ کٹھن تھا، مسلمان بے سروسامان اور پھر تھوڑی تعداد

میں تھے اور انصار کے ساتھ (بیعت عقبہ ثانیہ کے موقع پر) صرف یہ معاہدہ طے تھا کہ انصار مدینہ میں رہتے ہوئے حضور ﷺ کی امداد کریں گے۔ مدینہ سے باہر نکل کر دشمن پر حملہ کرنے کے لیے انصار سے کوئی معاہدہ نہیں ہوا تھا۔ لہٰذا اب اندیشہ یہ پیدا ہو گیا کہ کہیں لشکر کے ساتھ آمنا سامنا نہ ہو جائے اور جنگ وقتال کی نوبت نہ آجائے۔ ان وجوہات کے پیش نظر آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے مشورہ فرمایا۔ ''أشیرو اعلّی أیها الناس''

''لوگو! مجھے مشورہ دو''۔ آپ ﷺ کے اس ارشاد پر پہلے حضرت ابوبکر صدیق ؓ پھر حضرت عمر ؓ کھڑے ہوئے اور نہایت خوبصورتی کے ساتھ اظہار جاں نثاری فرمایا اور اپنی وفاداری کا یقین دلایا۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا۔ ''أشیرو اعلّی أیها الناس''

تو حضرت مقداد بن اسودؓ کھڑے ہوئے اور فرمانے لگے۔

''یارسول اللہ! جس چیز کا اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے اس کو انجام دیجئے۔ ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ خدا کی قسم! ہم بنی اسرائیل کی طرح ہرگز یہ نہیں کہیں گے کہ اے موسیٰ تم اور تمہارا رب جا کر لڑو، ہم تو یہیں بیٹھے ہیں۔ لیکن ہم یہ کہیں گے کہ آپ اور آپ کا پروردگار جہاد وقتال کرے ہم بھی آپ کے ساتھ جہاد وقتال کریں گے۔''

یہ سن کر آپ ﷺ کا چہرۂ انور فرطِ مسرت سے چمک اٹھا۔ مگر آپ ﷺ اب بھی نگاہِ مبارک سے کسی بات کے طالب نظر آرہے تھے۔ یہ دیکھ کر انصار میں سے حضرت سعد بن معاذؓ کھڑے ہوئے اور انہوں نے عرض کیا۔

''یارسول اللہ! ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ شاید آپ انصار کی رائے معلوم کرنا چاہتے ہیں؟ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا ''ہاں''۔ تو حضرت سعد بن معاذؓ نے جاں نثارانہ تقریر کرتے ہوئے فرمایا:

''اے اللہ کے رسول! ہم آپ پر ایمان لائے اور آپ کی تصدیق کی اور اس بات کی گواہی دی کہ آپ جو کچھ لائے ہیں وہی حق ہے اور اس پر ہم آپ کو پختہ عہد و میثاق بھی دے چکے ہیں۔ اے اللہ کے رسول! آپ مدینہ سے کسی اور ارادے سے نکلے تھے اور اللہ تعالیٰ نے دوسری صورت پیدا کر دی، جہاں چاہیں تشریف لے چلیں، جس سے چاہیں تعلقات قائم کریں اور جس سے چاہیں تعلقات توڑ دیں، جس سے چاہیں صلح کریں اور آپ جس سے چاہیں دشمنی کر لیں۔ (اور اے اللہ کے رسول!) آپ ہمارے اموال میں سے جتنا چاہیں لے لیں اور جتنا چاہیں ہمیں دیدیں اور جو آپ ہمارے اموال میں سے لیں گے وہ ہم کو زیادہ محبوب ہوگا بہ نسبت اس کے جو آپ ہمارے پاس چھوڑیں گے اور آپ جو حکم دیں گے ہم اس کی تابعداری کریں گے اور آپ ''برک الغماد'' تک جانا چاہیں تو ہم آپ کے ساتھ ضرور جائیں گے، ہم اس

اللہ کی قسم کھا کر کہتے ہیں جس نے آپ کو یہ دین حق عطا فرمایا ہے، اگر آپ ہمیں سمندر میں کودنے کا حکم دیں گے تو ہم سمندر میں کود پڑیں گے اور ہم میں سے کوئی پیچھے نہیں رہے گا۔ دشمنوں سے مقابلہ کرنا ہم پر بار نہیں، ہم جنگ میں دشمن سے لڑتے وقت ثابت قدم رہتے ہیں۔ اے اللہ کے رسول! امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے وہ عمل آپ کو دکھلائیں گے جس سے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی پس اللہ کے بھروسے پر چلئے۔''

☆.....☆.....☆

یہ بھی رمضان المبارک کا ہی واقعہ ہے کہ جب مجاہدین بدر کے میدان کی طرف روانہ ہو رہے تھے، تو ایک صحابی جن کا نام عمیر بن ابی وقاص تھا ان کی عمر صرف سولہ سال تھی، یہ بھی ذوق وشوق کے ساتھ چل پڑے، ان کو ڈر تھا کہ کہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو چھوٹا سمجھ کر واپس نہ کر دیں چنانچہ پورے راستے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہوں سے بچتے رہے۔

ان کے بھائی سعدؓ بن ابی وقاص نے ان سے چھپنے کی وجہ پوچھی تو عمیرؓ نے کہا:

''مجھے ڈر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کم سن سمجھ کر واپس نہ فرما دیں، میں اس جہاد میں شریک ہونا چاہتا ہوں شاید اللہ تعالیٰ مجھے بھی شہادت نصیب فرمائے۔''

ان کو جس بات کا ڈر تھا وہی ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو چھوٹا سمجھ کر واپس فرمانا چاہا تو یہ رونے لگے۔ یہ دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بڑا اثر ہوا اور آپ نے انہیں شرکت کی اجازت دے دی۔ اللہ تعالیٰ نے اس نوعمر صحابی کی تمنا کو پورا کیا اور یہ شہداءِ غزوۂ بدر میں شامل ہوئے۔

مہاجرین وانصار کی یہ تقاریر سن کر اور اپنے جانباز صحابہؓ کا یہ حال دیکھ کر سرورِ عالم ﷺ کا چہرۂ مبارک مسرت سے تمتما اٹھا اور آپ نے ارشاد فرمایا۔

''اب اللہ کے نام پر آگے بڑھو اور بشارت حاصل کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ ''ابوجہل یا ابوسفیان کی دو جماعتوں میں سے کسی ایک جماعت پر ضرور فتح ونصرت عطا کرے گا'' اور خدا کا وعدہ بلاشبہ سچا ہے اور قسم بخدا! میں جنگ سے قبل ابھی سے قوم کے سرداروں کی قتل گاہ کو دیکھ رہا ہوں۔''

صحیح مسلم میں ہے کہ آپ ﷺ نے بدر پہنچ کر زمین پر ہاتھ رکھ کر بتایا کہ اس جگہ فلاں قریشی مارا جائے گا اور یہاں فلاں قتل ہوگا۔

☆.....☆.....☆

یہ بھی رمضان المبارک ہی کے دن تھے جب رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ بدر پہنچے، جہاں قریش نے پہلے سے پہنچ کر پانی کے چشمہ پر قبضہ کر لیا تھا اور مناسب جگہوں کو اپنے لیے چھانٹ لیا تھا بخلاف مسلمانوں کے کہ ان کو نہ پانی ملا اور نہ مناسب جگہ، ریتیلا میدان تھا جہاں چلنا ہی دشوار تھا، ریت میں پیر دھنس جاتے تھے۔ حق تعالیٰ نے بارش نازل فرمائی، جس کی وجہ سے ریت جم گئی اور پانی بھی مل گیا اور جہاں مشرکین کھڑے تھے وہاں کیچڑ ہو گیا اور ان کے لیے دشواری پیدا ہوئی۔ غرض اسی حالت میں دونوں فریق جنگ کے لیے صف آرا ہوئے.....

تو اول آپ ﷺ نے مسلمانوں کی صفوف کو درست فرمایا اور پھر اس عریش (خس پوش جھونپڑی) کے نیچے جا کر جو آپ کے لیے میدان جنگ میں بنادی گئی تھی بارگاہ الٰہی میں الحاح وتضرع کے ساتھ دعا شروع کی۔

''أللھم انجز لی ماوعدتنی أللھم ان تھلک ھذہٖ العصابۃ من اھل الاسلام لاتعبدفی الارض''

''اے اللہ! تو نے مجھ سے جو وعدۂ (نصرت) فرمایا اس کو پورا فرما۔ اے اللہ! اگر یہ مٹھی بھر مسلمان ہلاک ہو گئے تو پھر خطۂ زمین پر کوئی تیرا عبادت گزار باقی نہیں رہے گا۔''

دعا کے دوران آپ کی ہچکی بندھ گئی تھی اور چادر مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی تھی۔ یہ دیکھ کر صدیقِ اکبرؓ آپ کے قریب آئے اور عرض کیا ''اللہ کے رسول! بس کیجئے اللہ تعالیٰ اپنا وعدہ ضرور پورا کرے گا۔''

آخر یہی ہوا کہ ہر قسم کے ناسازگار حالات اور اس درجہ کمزوری کے باوجود مسلمانوں کو غیبی نصرت و امداد نے بامراد اور کامیاب کیا، فتح ونصرت نے قدم چومے اور تاریخ عالم کا ایک بے نظیر اور حیرت انگیز انقلاب پیش کر دیا۔

☆.....☆.....☆

یہ بھی رمضان المبارک کی روح پرور گھڑیاں تھیں جب دونوں لشکر گتھم گتھا ہوئے اور ایک دوسرے سے بالکل قریب ہو کر جنگ شروع ہو گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''چلو بڑھو اس جنت کی طرف جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے۔'' عمیرؓ بن الحمام نے یہ جملہ سنا تو عرض کرنے لگے: ''یا رسول اللہ وہ جنت آسمانوں اور زمین کے برابر ہے؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ بات کیا کہہ رہے ہو؟''

انہوں نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! اور کوئی بات نہیں یہ میں صرف اس خیال سے کہہ رہا ہوں کہ شاید میری قسمت میں بھی یہ جنت ہو۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں ہاں تمہیں یہ جنت نصیب ہوگی۔''

اس کے بعد انہوں نے اپنے ترکش سے کچھ کھجوریں نکالیں اور کھانے لگے پھر اچانک کہنے لگے:

''اگر میں نے ان کھجوروں کے ختم کرنے کا انتظار کیا تو بہت دیر لگا دوں گا، اتنا جینے کی تاب نہیں''

یہ کہہ کر جو کھجوریں رہ گئیں تھیں پھینک دیں اور میدان جنگ میں کود پڑے بالآخر شہادت سے سرفراز ہوئے اور غزوۂ بدر کے پہلے شہید قرار پائے۔

☆.....☆.....☆

پھر رمضان المبارک میں خدائی مدد کا ایسا ظہور ہوا کہ غزوۂ بدر میں مشرکین کے بڑے بڑے آدمی مارے گئے اور دشمنوں کے پیر اکھڑ گئے، وہ بھاگتے تھے لیکن بھاگنے کا موقع نہ پاتے تھے۔ چنانچہ ان کے ستر آدمی قتل ہوئے اور ستر گرفتار اور باقی نے راہِ فرار اختیار کی۔ تاہم بائیس مجاہدین نے بھی جام شہادت نوش کیا۔

معرکۂ بدر ایک ہنگامی معرکہ نہیں تھا بلکہ اس نے قریش کی قوت کا ہمیشہ کے لیے خاتمہ کر دیا اور مسلمانوں کے لیے اعلاء کلمۃ اللہ کی راہیں کھول دیں اور یہ جنگ صرف مشرکین مکہ اور مسلمانوں کے درمیان حق و باطل کا معرکہ ہی نہیں بلکہ جس زمانے میں یہ واقعہ پیش آیا اس وقت دنیا ایک موڑ پر کھڑی تھی۔ صفحۂ عالم پر اگر بدر کا معرکہ پیش نہ آتا اور مشرکین مکہ کو شکست نہ ہوتی تو بلاشبہ نہ صرف حجاز اور عرب و عجم بلکہ کائنات کا ہر ایک بحر و بر ظلم، سرکشی اور باطل سے دوچار رہتا۔ صدائے اسلام فنا ہو جاتی اور جذبات حق مٹ کر رہ جاتے۔ اس لیے خدا کا یہ عظیم الشان احسان صرف مسلمانوں ہی کے لیے نہیں تھا بلکہ تمام کائناتِ انسانی پر احسان عظیم تھا۔

غزوۂ بدر کو قرآنِ مجید نے بہت اہتمام اور شان و شوکت سے بیان کیا ہے۔ آدھے پارے پر مشتمل سورۂ الانفال تقریباً مکمل ہی اس کے حالات و واقعات پر مشتمل ہے۔ قرآنِ مجید قیامت تک کے لیے کامیابی کی ضمانت اور نجات کا پیغام ہے، اس لیے جب تک مسلمان قرآنِ مجید پڑھتے رہیں گے بدر کے روح پرور تذکرے بھی ہوتے رہیں گے اور بدر کے ماننے والے رب کی نصرتوں پر یقین کر کے غزوۂ بدر جیسے میدان بھی سجاتے رہیں گے۔

☆.....☆.....☆

رپورٹ: عبدالودود ربانی

جامعہ دارالتقویٰ میں تقریب تقسیم انعامات

دینی مدارس جہاں اسلام کے قلعے، ہدایت کے سرچشمے، دین کی پناہ گاہیں، اور اشاعت دین کا بہت بڑا ذریعہ ہیں وہاں یہ دنیا کی سب سے بڑی حقیقی طور پر ''این جی اوز'' بھی ہیں۔ جو لاکھوں طلبہ و طالبات کو بلا معاوضہ تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنے کے ساتھ ساتھ ان کو رہائش و خوراک اور مفت طبی سہولت بھی فراہم کرتے ہیں۔ ان دینی مدارس نے ہر دور میں تمام تر مصائب و مشکلات، پابندیوں اور مخالفتوں کے باوجود کسی نہ کسی صورت اور شکل میں اپنا وجود اور مقام برقرار رکھتے ہوئے اسلام کے تحفظ اور اس کی بقاء میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ ان کی حفاظت اور استقامت میں دین کا استحکام مضمر ہے۔ لاہور کی ایک معروف دینی درسگاہ میں ہونے والی تقریب تقسیم انعامات کے احوال آپ کو بتاتے ہیں۔ ملاحضہ فرمائیں۔

مؤرخہ 6 مئی ء بروز اتوار جامعہ دارالتقویٰ میں شعبہ بنات، حفظ اور اسکول کے طلباء کی تقریب تقسیم انعامات جامع مسجد الہلال لاہور میں منعقد ہوئی۔ جس میں ممتاز علمی و ادبی شخصیات شریک ہوئیں، تقریب کے مہمان خصوصی حضرت مولانا پروفیسر محمد یوسف خان صاحب استاذ الحدیث جامعہ اشرفیہ تھے۔ جامعہ ہذا سے ملحقہ مدرسہ فاطمۃ الزہراء کی 14 شاخوں، حفظ کی آٹھ شاخوں اور دارالتقویٰ بوائز ہائی اسکول کے سالانہ امتحانات میں اعلیٰ درجات میں کامیاب ہونے والے طلباء و طالبات کے اعزاز میں یہ محفل سجائی گئی تھی۔ بنات اور مستورات کے لئے مسجد کے تہہ خانے میں باپردہ انتظام کیا گیا تھا۔

مسجد کے داخلی راستے پر جامعہ کے شعبہ نشر و اشاعت کی طرف سے ایک اسٹال بھی لگایا گیا تھا جہاں ادارہ ہذا کی مطبوعات اور جامعہ کا ترجمان ''ماہنامہ دارالتقویٰ'' دستیاب تھا، لوگوں کی بڑی تعداد اسٹال پر

خریداری کرتی اور مطالعے میں مصروف نظر آئی ،مسجد کا اندرونی و بیرونی حصہ طلباء اور مہمانوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ بعدازاں لوگوں کی تعداد بڑھنے پر مسجد کی بالائی منزل کو بھی کھول دیا گیا۔ جامعہ کے زیر اہتمام چلنے والے "التقویٰ بوائز ہائی سکول" کے طلبہ و اساتذہ سمیت بنین و بنات کی تمام شاخوں کے اساتذہ، طلبہ اور ان کے والدین و سرپرست حضرات تقریب ہذا میں مدعو تھے۔

جامعہ ہٰذا کے مہتمم حضرت مولانا اویس احمد صاحب و اراکین شوریٰ حضرت مولانا محمد عثمان صاحب (استاذ الحدیث جامعہ ہٰذا) حضرت مولانا عامر رشید صاحب اور حضرت مولانا جمیل الرحمٰن صاحب جیسی بزرگ شخصیات کی اسٹیج پر موجودگی تقریب کو چار چاند لگائے ہوئے تھی۔ تقریب کے مہمانِ خصوصی حضرت مولانا یوسف خان صاحب تھے۔

اس پر وقار تقریب کی نقابت کے فرائض حضرت مولانا مفتی اسامہ صاحب کے سپرد تھے جو اپنی پُروقار شخصیت، خوبصورت انداز، شستہ و سلیس زبان اور ادبی و لسانی موشگافیوں سے وافر شناسی رکھنے کی بدولت اس منصب کے یکتا اہل ہیں۔ بلاشبہ انہوں نے اس منصب کا خوب حق ادا کیا۔

ٹھیک 10 بجے تقریب کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ تلاوت کلام پاک کی سعادت دورہ حدیث کے طالب علم دانیال ریاض نے حاصل کی۔ نعت رسول مقبول ﷺ درجہ رابعہ کے طالب علم حافظ ابوبکر نے پیش کی۔۔ بعدازاں حضرت مفتی صاحب نے جامعہ ہذا کا مختصر تعارف پیش کرتے ہوئے کہا:

دارالتقویٰ مسلکی تعصّبات سے ہٹ کر قرآن وحدیث کے علوم اور ائمہ فقہا کے اَفکار کی بنیاد پر قائم ہے۔ انہوں نے کہا کہ جامعہ کے قیام کا مقصد قرآن وحدیث کے علوم کی اشاعت، ائمہ فقہا کے فقہ واصول کا تعارف، مسلمان نوجوانوں کو اسلامی تہذیب سے آراستہ کرنا، زندگی کے تمام شعبوں میں ماہر علماء اور مفکرین تیار کرنا جو علیٰ وجہ البصیرت دعوت وتحقیق وتبلیغ کا کام کرسکیں ۔

انہوں نے مزید کہا کہ: جامعہ اول روز سے ہی تبلیغی وتربیتی بنیادوں پر قائم ہے اور ادارے میں تعلیم کے ساتھ ساتھ اصلاحی تربیت کا بھرپور اہتمام کیا جاتا ہے۔ جس کے لیے باقاعدہ تبلیغی اعمال کی ترتیب اور وقتاً فوقتاً اکابر علماء کرام کے اصلاحی بیانات جامعہ کی خصوصیات میں شامل ہیں۔

مہتمم مدرسہ حضرت مولانا اویس احمد صاحب مدظلھم نے فارغ التحصیل ہونے والی طالبات کو ہدایات

دیں اور فرمایا کہ بقیہ ساری زندگی اس حاصل کئے گئے علم کی روشنی میں گذارنے کا عہد کریں۔ والدین کی فرمانبرداری اور ازدواجی زندگی میں شوہر کی تابعداری سمیت ہر رشتے کو خوب نبھانے میں ہی آپ کی کامیابی کا راز مضمر ہے۔

مہمان خصوصی حضرت مولانا پروفیسر محمد یوسف خان صاحب نے حفظِ قرآن کریم اور دینی تعلیم کی اہمیت پر گفتگو کی۔ حفاظ بچوں اور ان کے والدین کو مبارک باد پیش کی اور فرمایا کہ حفاظ بچوں کے ساتھ ساتھ اب والدین کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے گھروں میں ایسا ماحول پیدا کریں کہ بچے کا خود بخود قرآن پڑھنے کو دل چاہے۔ جب گھر کا ہر فرد بلاناغہ تلاوت کر رہا ہو تو ایسے ماحول میں خود بخود پڑھنے کو طبیعت آمادہ رہے گی، اگر گھر کے باقی افراد تو ٹی وی لگا کر بیٹھے ہوں اور حافظ بچے کو کہیں کہ آپ دوسرے کمرے میں جا کر قرآن یاد کریں تو معاف کرنا بچوں سے ایسی توقع کرنا عبث ہے۔ اور ایسی توقع رکھنے والے والدین ہی بچوں کے قرآن بھولنے کے ذمہ دار ہیں۔

انہوں نے حفاظ بچوں کے والدین اور سرپرست حضرات پر زور دیتے ہوئے کہا کہ اپنے بچوں کو کسی غلطی پر یہ طعنہ نہ دیں کہ آپ حافظ قرآن ہو کر یہ کر رہے ہیں وغیرہ۔ اس طرح کے طعنے بچوں کو باغی بنا دیتے ہیں۔

مولانا محمد یوسف خان صاحب کے بیان کے بعد نمایاں درجات میں کامیابی حاصل کرنے والے طلباء وطالبات اور حفاظ بچوں میں انعامات تقسیم کئے گئے۔ سال بھر حاضر رہنے والے طلباء کو بھی خصوصی انعامات سے نوازا گیا۔

بعد ازاں مفتی اسامہ صاحب نے اراکین شوریٰ کی طرف سے معزز مہمانوں اور بنین و بنات کے والدین و سرپرست حضرات اور تقریب میں شرکت کرنے والے تمام حضرات و خواتین کا جامعہ کے اساتذہ اور ذمہ داران و معاونین کی طرف سے خلوص دل سے شکریہ ادا کیا۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالقیوم نیازی مدظلھم کی دعا پر اس بابرکت مجلس کا اختتام ہوا۔

• • •

جامعہ دارالتقویٰ لاہور

تعارف، خدمات، اہداف

جامعہ دارالتقویٰ نصف صدی سے تشنگان علوم نبویہ کی علمی پیاس بجھانے میں مصروف ہے۔ 1967ء سے قائم اس عظیم درسگاہ کی بنیاد جس اخلاص اور للہیت پر رکھی گئی اس کی برکت سے اس پودے نے مختصر وقت میں تناور درخت کی صورت اختیار کر لی اور ایسا شرف قبولیت عطا ہوا کہ دیکھتے ہی دیکھتے ترقی کی منازل طے کرتے ایک عظیم دینی درسگاہ کے طور پر علمی حلقوں میں مقام بلند پر جا پہنچا۔ تشنگان علم ومعرفت اس چشمہء علم وعرفان کی طرف ایسے کھنچے چلے آئے کہ آج الحمدللہ جامعہ کی 14 شاخوں میں 2000 سے زائد طلباء وطالبات زیر تعلیم ہیں۔

جامعہ اول روز سے ہی تبلیغی وتربیتی بنیادوں پر قائم ہے اور ادارے میں تعلیم کے ساتھ ساتھ اصلاحی تربیت کا بھرپور اہتمام کیا جاتا ہے۔ جس کے لیے باقاعدہ تبلیغی اعمال کی ترتیب اور وقتاً فوقتاً اکابر علماء کرام کے اصلاحی بیانات جامعہ کی خصوصیات میں شامل ہیں۔

جامعہ کے مختلف شعبہ جات

شعبہ حفظ	درس نظامی	دورہ حدیث شریف
دارالافتاء	اعدادیہ	شعبہ نشرواشاعت
شعبہ بنات	سمر کیمپ	صف النساء
التقویٰ سکول سسٹم		

The Mark of Leader

POPULAR®
PIPES

YOUR HOME & FAMILY IS SAFE

OUR PRODUCTS

- Un- plasticized polyvinyl chloride (U-PVC) Electrical conduits
- Un- plasticized polyvinyl chloride (U-PVC) high pressure piping system
- Un- plasticized polyvinyl chloride (U-PVC) soil, waste & vent system
- Polyvinyl chloride (PVC) solvent cements & cleaner
- Polypropylene random coplymer (PPR-100) Hot & Cold water system
- High density Polyethylene (HDPE) pipes and fitings
- Polyvinyl chloride (PVC) cable trunk
- Polyvinyl chloride (PVC) Garden & Gas pipes
- Poly carbonate (PC) Popular switch & socket
- Polyvinyl chloride (PVC) Electrical insulation Tape
- Polyvinyl chloride (PVC) Foam Board

PROVIDING YOU THE BEST IS OUR FORTE

Product Verification
GET IT ON Google Play
Popular pipes Group

www.popularpipesgroup.com

popularpipesgroupofcompanies

Popular

PVC FOAM BOARD

Save Trees Save Lives

POPULAR PIPES GROUP OF COMPANIES INTRODUCES NEW PRODUCT....

دیمک اور کیڑوں سے محفوظ
پانی اور نمی کے اثرات سے محفوظ
مضبوط سخت ہموار سطح
کیل کو مضبوطی سے پکڑنے کی طاقت
آگ لگنے کے خلاف بھرپور قوتِ مدافت
موسمی اثرات کے خلاف بھرپور قوتِ مدافت

Izmir Housing Society, 1st Floor, Habib Center, Block A Plot # 4
Commercial Plaza, 8KM Thokar Niaz Baig, Lahore, Pakistan

+92-111-11-8782(UPVC)
+92-42-35979601-3

+92-42-35979604

info@popularpipe.com

www.popularpipesgroup.com

اہداف

ایک بڑے دارالعلوم کے قیام کا عزم

شعبہ بنین کے لئے موجودہ جگہ میں شدید قلت کا سامنا ہے، اسلئے طلباء کی بڑھتی ہوئی تعداد اور ادارے کی روز افزوں مقبولیت کے باعث اراکین ادارہ نے یہ عزم کیا ہے کہ لاہور یا اس کے گردونواح میں ایک وسیع قطعہ اراضی حاصل کر کے ایک بڑے دار العلوم کی بنیاد رکھی جائے۔ جہاں طلباء کی ضروریات اور انکی تعلیمی مصروفیات بہتر انداز سے پوری ہوسکیں۔ اور وہاں دینی علوم کے ساتھ ساتھ طلبائے دین کو عصری علوم کے سے بھی بہرہ ور کیا جاسکے۔

اس سلسلے میں احباب سے دعاؤں کے ذریعے خصوصی تعاون کی درخواست ہے۔

جامعہ دارالتقوی مری

مری میں چند سال پہلے جامعہ کے زیر اہتمام ایک مختصر سا ابتدائی مدرسہ شروع کیا گیا تھا۔ جواب الحمدللہ ایک مضبوط مدرسے میں تبدیل ہو چکا ہے۔ اور وہاں اس وقت طلباء کے ساتھ ساتھ طالبات کی بھی کثیر تعداد زیر تعلیم ہے۔ اب اس مدرسے کی توسیع کے لئے ادارہ جگہ حاصل کر چکا ہے۔ اور عنقریب تعمیر بھی شروع ہوجائیگی انشاءاللہ۔ اس سلسلے میں بھی احباب سے خصوصی دعاؤں کی عاجزانہ درخواست ہے۔

اظہارِ تشکر

ادارہ ہٰذا کی مستقل آمدنی کا کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ جامعہ اور اس کی 14 شاخوں میں زیرِ تعلیم ہزاروں طلباء و طالبات کے ماہانہ لاکھوں کے تعلیمی اخراجات اللہ پاک کے خاص فضل و کرم اور اہلِ خیر احباب کے خصوصی تعاون سے پورے ہوتے ہیں۔ اس پر ادارہ انتظامیہ اپنے رب کریم اور اس کے خاص بندوں کی بے حد شکر گذار ہے اور پرامید ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل و کرم اور اپنے معاونین کے خصوصی تعاون سے جامعہ کے مستقبل کے منصوبہ جات بھی جلد تکمیل کو پہنچیں گے ان شاءاللہ

الداعی الی الخیر: اہل شوریٰ

برائے رابطہ:

042-37414665 - 0321-7771130

اکاؤنٹ نمبرز.....ٹائٹل اکاؤنٹ: مدرسہ فاطمۃ الزہراء

اکاؤنٹ نمبر 00100042037800017 (الائیڈ بینک، سمن آباد لاہور

ٹائٹل اکاؤنٹ: دارالتقویٰ ٹرسٹ

اکاؤنٹ نمبر 0233-0010770769 (NIB گلشن راوی برانچ لاہور

مولانا محمد نجیب قاسمی (ریاض)

عیدالفطر کے احکام ومسائل

مسئلۂ رویت ہلال (چاند کا مسئلہ)

اسلامی مہینوں کا آغاز چاند کی رویت پر مبنی ہے، یعنی چاند کے نظر آنے پر مہینہ 29 دن، ورنہ 30 دن کا شمار ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزہ کے متعلق امت مسلمہ کو حکم دیا: ﴿ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ﴾ تم میں سے جو شخص ماہ رمضان کو پالے اس پر لازم ہے کہ پورے مہینے کے روزے رکھے۔ لہٰذا ماہِ رمضان ودیگر مہینوں کی ابتدا اور ان کے اختتام کو احادیث نبویہ کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کریں:

☆... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر ہی عید کے لیے افطار کرو۔ (بخاری)

☆... حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مہینہ (کم از کم) انتیس راتوں کا ہوتا ہے، اس لیے جب تک انتیس کا چاند نہ دیکھ لو روزہ نہ رکھو اور اگر چاند تمہیں نظر نہ آئے تو تیس دن پورے کر کے روزے رکھو۔ (بخاری)

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ ہمیں چاند دیکھ کر روزہ شروع کرنا چاہئے ورنہ تیس شعبان کے بعد سے روزہ شروع کیا جائے گا، اسی طرح چاند دیکھ کر عید کرنی چاہیے ورنہ تیس روزے رکھ کر عید الفطر منائی جائے گی۔ البتہ دیگر متعدد احادیث کی روشنی میں امت مسلمہ کا اتفاق ہے کہ ہر ہر شخص کا چاند دیکھنا ضروری نہیں ہے، بلکہ اگر کچھ باشرع حضرات نے چاند دیکھ لیا اور ان سے باقاعدہ طور پر شہادت لے کر رویت ہلال کمیٹی نے چاند کے نظر آنے کا اعلان کر دیا تو ہر شخص کو اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔ مگر بعض ملکوں میں اقلیت میں ہونے، نیز مختلف جماعتوں میں منقسم ہونے کی وجہ سے ہمارے پاس ایسی بااثر رویت ہلال کمیٹی موجود نہیں ہوتی کہ جس کے اعلان کرنے پر سب کے ذمہ اس کی پابندی لازم ہوجائے۔ اس وجہ سے کبھی

کبھی ایک ہی شہر اور محلہ میں ایک سے زیادہ عید نظر آتی ہیں، جس سے دوسروں کو غلط پیغام پہنچتا ہے، اگرچہ دینی اور سائنسی دونوں نقطہ نظر سے پوری دنیا میں ایک ہی دن عید کا ہونا ضروری نہیں ہے۔ خیرالقرون میں بھی ملکِ شام میں مدینہ سے ایک روز قبل رمضان شروع ہوا۔ نیز مکہ یا مدینہ منورہ میں ایک جگہ چاند نظر آنے پر 450 کیلومیٹر کی دوری کے باوجود دوسری جگہ اس کو تسلیم کیا گیا۔ سائنس کے اعتبار سے بھی تحقیقی بات یہی ہے کہ چاند کے نکلنے کی جگہیں (مطالع) مختلف ہوتی ہیں اور 29 کا چاند ہر جگہ نظر نہیں آتا ہے، خواہ موسم بالکل صاف ہی کیوں نہ ہو؟ بلکہ ہر ماہ چاند کے طلوع ہونے کی جگہ مختلف ہوتی ہے۔

لہٰذا اگر تجربات اور تحقیق سے معلوم ہو کہ فلاں علاقہ کے حضرات ایک مطلع کے تحت ہیں تو ایک جگہ چاند نظر آنے پر اسی مطلع کے ضمن میں آنے والے تمام حضرات کو چاند کی شہادت اور اس شہادت کی بنیاد پر چاند کی پہلی تاریخ تسلیم کرلینی چاہیے کیوں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال وافعال اور صحابہ کرام کے تعامل سے ہر ہر شخص کا چاند دیکھنا ضروری نہیں ہے۔

عیدالفطر کی رات میں بھی عبادت کرنی چاہیے

☆... عیدالفطر کی شب میں عبادت کرنا مستحب ہے، جیسا کہ حدیث میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ رمضان کے متعلق میری امت کو خاص طور پر پانچ چیزیں دی گئی ہیں، جو پہلی امتوں کو نہیں ملیں۔ جن میں سے ایک یہ ہے کہ رمضان کی آخری رات میں روزہ داروں کی مغفرت کردی جاتی ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ کیا یہ شبِ مغفرت شبِ قدر ہی تو نہیں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں، بلکہ دستور یہ ہے کہ مزدور کا کام ختم ہوتے ہی اسے مزدوری دے دی جاتی ہے۔ (مسند احمد، بزار، بیہقی، ابن حبان) معلوم ہوا کہ عید کی رات میں بھی ہمیں عبادت کرنی چاہیے اور اِس بابرکت رات میں خرافات میں لگنے اور بازاروں میں گھومنے کے بجائے عشاء اور فجر کی نمازوں کی وقت پر ادائیگی کرنی چاہیے، نیز تلاوتِ قرآن، ذکر واذکار اور دعاؤں میں اپنے آپ کو مشغول رکھنا چاہیے یا کم از کم نمازِ عشاء اور نماز فجر جماعت کے ساتھ ادا کریں۔

عیدالفطر کے بعض مسائل اور احکام

اسلام نے عیدالفطر کے موقع پر شرعی حدود کے اندر رہتے ہوئے مل جل کر خوشیاں منانے کی اجازت دی ہے۔ احادیث میں وارد ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت کرکے مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو وہاں دیکھا کہ لوگ دو دنوں کو تہوار کے طور پر مناتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اہل مدینہ

سے دریافت کیا کہ یہ دو دن کیسے ہیں جن میں وہ کھیل کود میں مشغول رہتے ہیں اور خوشیاں مناتے ہیں؟ تو انصار نے جواب دیا کہ ہم لوگ زمانۂ قدیم سے ان دونوں دنوں میں خوشیاں مناتے چلے آرہے ہیں۔ یہ سن کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے ان دو دنوں سے بہتر دو دن مقرر فرمائے ہیں، ایک عیدالفطر اور دوسرا عیدالاضحیٰ"۔ (ابوداود)

☆...عیدالفطر کے دن روزہ رکھنا حرام ہے، جیسا کہ حضور اکرم ﷺ کے ارشادات میں وارد ہوا ہے۔

☆...عید کے دن غسل کرنا، مسواک کرنا، حسبِ استطاعت عمدہ کپڑے پہننا، خوش بو لگانا، صبح ہونے کے بعد عید کی نماز سے پہلے کھجور یا کوئی میٹھی چیز کھانا، عید کی نماز کے لیے جانے سے پہلے صدقۂ فطر ادا کرنا، ایک راستہ سے عیدگاہ جانا اور دوسرے راستے سے واپس آنا، نماز کے لیے جاتے ہوئے تکبیر کہنا: "اَللّٰہُ اَکْبَر، اَللّٰہُ اَکْبَر، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ، وَاللّٰہُ اَکْبَر، اَللّٰہُ اَکْبَر، وَلِلّٰہِ الْحَمْد" یہ سب عید کی سنتوں میں سے ہیں۔

☆...حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عیدالفطر میں نماز سے پہلے کچھ کھا کر جاتے تھے اور عیدالاضحیٰ میں بغیر کھائے جاتے تھے۔ (ترمذی)

☆...عیدالفطر کے روز نماز عید سے قبل نماز اشراق نہ پڑھیں۔ (بخاری ومسلم)

☆...عیدالفطر کے دن دو رکعت نماز جماعت کے ساتھ بطور شکریہ ادا کرنا واجب ہے۔

☆...عیدالفطر کی نماز کا وقت طلوعِ آفتاب کے بعد سے شروع ہوجاتا ہے۔

☆...عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کی نماز میں زائد تکبیریں بھی کہی جاتی ہیں، جن کی تعداد میں فقہاء کا اختلاف ہے، البتہ زائد تکبیروں کے کم یا زیادہ ہونے کی صورت میں امت مسلمہ نماز کے صحیح ہونے پر متفق ہے۔ 80 ہجری میں پیدا ہوئے مشہور فقیہ ومحدث حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے 6 زائد تکبیروں کے قول کو اختیار کیا ہے، جس کے متعدد دلائل میں سے تین دلائل پیش خدمت ہیں:

☆...حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدالاضحیٰ اور عیدالفطر میں کتنی تکبیریں کہتے تھے؟ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: چار تکبیریں کہتے تھے جنازہ کی تکبیروں کی طرح۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے (حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی تصدیق کرتے ہوئے) کہا کہ انہوں نے سچ کہا۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ جب میں بصرہ میں گورنر تھا

تو وہاں بھی ایسے ہی کیا کرتے تھے۔ (سنن ابی داوٗد۔باب التکبیر فی العیدین، السنن الکبری للبیہقی ۔باب فی ذکر الخبر الذی قد روی فی التکبیر اربعاً)

☆...احادیث کی متعدد کتابوں میں جلیل القدر صحابی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے عیدین کی چار تکبیریں (پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ کے ساتھ اور دوسری رکعت میں رکوع کی تکبیر کے ساتھ) منقول ہیں۔ یاد رکھیں کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگردوں کے خصوصی شاگرد ہیں، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ ہی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرآن وحدیث فہمی کے حقیقی وارث بنے۔

☆...امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد تکبیراتِ جنازہ کی تعداد میں اختلاف ہوا۔ حضرت عمر فاروقؓ کے عہد خلافت میں حضرات صحابہ کرام نے باہمی غور وخوض کے بعد اس امر پر اتفاق کیا کہ جنازہ کی بھی چار تکبیریں ہیں نماز عیدالاضحیٰ اور عیدالفطر کی چار تکبیروں کی طرح (پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ کے ساتھ اور دوسری رکعت میں رکوع کی تکبیر کے ساتھ)۔ (طحاوی۔التکبیر علی الجنائز کم ہو؟) غرضیکہ عہد فاروقی میں اختلافی مسئلہ "تکبیراتِ جنازہ" کو طے شدہ مسئلہ "تکبیراتِ عیدؒ" کے مشابہ قرار دے کر چار کی تعیین کردی گئی۔

☆...عید کی نماز کے بعد امام کا خطبہ پڑھنا سنت ہے، خطبہ شروع ہوجائے تو خاموش بیٹھ کر اُس کا سننا واجب ہے۔ جو لوگ خطبہ کے دوران بات چیت کرتے رہتے ہیں یا خطبہ چھوڑ کر چلے جاتے ہیں وہ غلط کرتے ہیں۔

شوال کے 6 روزے

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے رمضان کے روزے رکھے، پھر اُس کے بعد چھ دن شوال کے روزے رکھے تو وہ ایسا ہے گویا اُس نے سال بھر روزے رکھے۔ (صحیح مسلم، ابوداوٗد، ترمذی، ابن ماجہ) اس مذکورہ حدیث میں دہر کا لفظ آیا ہے، جس کے اصل معنی زمانے کے ہیں، لیکن دیگر احادیث کی روشنی میں یہاں سال مراد ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کو بشارت دی ہے کہ ماہِ رمضان کے روزے رکھنے کے بعد شوال کے چھ روزے رکھنے والا اس قدر اجر وثواب کا حق دار ہوتا ہے کہ گویا اس نے پورے سال روزے رکھے، اللہ تعالیٰ کے کریمانہ

قانون کے مطابق ایک نیکی کا ثواب کم از کم دس گنا ملتا ہے، جیسا کہ ارشاد ربانی ہے: جو شخص ایک نیکی لے کر آئے گا اس کو دس نیکیوں کا ثواب ملے گا۔ (سورۂ الانعام 160) تو اس طرح جب کوئی ماہ رمضان کے روزے رکھے گا تو دس مہینوں کے روزوں کا ثواب ملے گا اور جب شوال کے چھ روزے رکھے گا تو 60 دنوں کے روزوں کا ثواب ملے گا تو اس طرح مل کر بارہ مہینوں یعنی ایک سال کے برابر ثواب ہوجائے گا۔

مذکورہ فضیلت کے علاوہ علمائے کرام نے تحریر کیا ہے کہ رمضان المبارک کے روزوں میں جو کوتاہیاں سرزد ہوجاتی ہیں، شوال کے ان چھ روزوں سے اللہ تعالیٰ اس کوتاہی اور کمی کو دور فرمادیتے ہیں۔ اس طرح ان چھ روزوں کی رمضان کے فرض روزوں سے وہی نسبت ہوگی جو سنن ونوافل کی فرض نمازوں کے ساتھ ہے کہ اللہ تعالیٰ سنن ونوافل کے ذریعہ فرض نمازوں کی کوتاہیوں کو پورا فرمادیتا ہے جیسا نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔

شوال کے 6 روزے مسلسل رکھنا ضروری نہیں ہیں

احادیث میں چھ روزے مسلسل رکھنے کا ذکر نہیں ہے، لہٰذا یہ چھ روزے ماہِ شوال میں عیدالفطر کے بعد لگاتار بھی رکھے جاسکتے ہیں اور بیچ میں ناغہ کرکے بھی۔ غرضیکہ رمضان کے فوراً بعد یا لگاتار رکھنا کوئی شرط نہیں ہے، ماہ شوال میں کبھی بھی مسلسل یا بیچ میں ناغہ کرکے 6 روزے رکھنے سے یہ فضیلت حاصل ہوجائے گی۔

شوال کے 6 روزے شروع کرنے کے بعد ان کا مکمل کرنا ضروری نہیں

اگر کسی شخص نے ان چھ روزوں کو رکھنا شروع کیا، لیکن کسی وجہ سے ایک یا دو روزہ رکھنے کے بعد دیگر روزے نہیں رکھ سکا تو اس پر باقی روزوں کی قضا ضروری نہیں ہے، اسی طرح اگر کوئی شخص ہر سال ان روزوں کے رکھنے کا اہتمام کرتا ہے، مگر کسی سال نہ رکھ سکے تو وہ گناہگار نہیں ہے اور نہ ہی اس پر ان روزوں کی قضا واجب ہے۔

صدقۂ فطر کے احکام ومسائل

صدقۂ فطر کیا ہے؟

فطر کے معنی روزہ کھولنے یا روزہ نہ رکھنے کے ہیں۔ شرعی اصطلاح میں اُس صدقہ کا نام صدقۂ فطر ہے جو ماہ رمضان کے ختم ہونے پر روزہ کھل جانے کی خوشی اور شکریہ کے طور پر ادا کیا جاتا ہے، نیز صدقۂ فطر رمضان کی کوتاہیوں اور غلطیوں کا کفارہ بھی بنتا ہے، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "زَكَاةُ الْفِطْرِ طُهْرَةٌ لِّلصَّائِمِ مِنَ اللَّغوِ وَالرَّفثِ،

وَطُعْمَةٌ لِّلْمَسَاكِين" صدقۂ فطر روزہ دار کی بے کار بات اور فحش گوئی سے روزے کو پاک کرنے کے لیے اور مساکین کو کھانا کھلانے کے لیے مقرر کیا گیا ہے۔(ابوداود، ح1606، ابن ماجہ، ح1872)

صدقۂ فطر مقرر ہونے کی وجہ

عیدالفطر میں صدقہ اِس واسطے مقرر کیا گیا ہے کہ اِس میں روزہ داروں کے لیے گناہوں سے پاکیزگی اور اُن کے روزوں کی تکمیل ہے۔ نیز مال داروں کے گھروں میں تو اُس روز عید ہوتی ہے، مختلف قسم کے پکوان پکتے ہیں، اچھے کپڑے پہنے جاتے ہیں، جب کہ غریبوں کے گھروں میں بوجہ غربت اسی طرح روزہ کی شکل موجود ہوتی ہے، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے مال دار اور اچھے کھاتے پیتے لوگوں پر لازم ٹھہرایا کہ غریبوں کو عید سے پہلے صدقۂ فطر دے دیں، تاکہ وہ بھی خوشیوں میں شریک ہوسکیں، وہ بھی اچھا کھا پی سکیں اور اچھا پہن سکیں۔

صدقۂ فطر کا وجوب

متعدد احادیث سے صدقۂ فطر کا وجوب ثابت ہے، اختصار کے مدنظر تین احادیث پر اکتفا کررہا ہوں:

☆...حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقۂ فطر مسلمانوں پر واجب قرار دیا ہے، خواہ وہ غلام ہو یا آزاد، مرد ہو یا عورت، چھوٹا ہو یا بڑا۔(بخاری ومسلم)

☆...حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے آخر میں ارشاد فرمایا کہ اپنے روزوں کا صدقہ نکالو۔(ابوداود)

☆...اسی طرح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ مکرمہ کی گلیوں میں ایک منادی کو اعلان کرنے کے لیے بھیجا کہ صدقۂ فطر ہر مسلمان پر واجب ہے، خواہ مرد ہو یا عورت، آزاد ہو یا غلام، چھوٹا ہو یا بڑا۔(ترمذی)

صدقۂ فطر کس پر واجب ہے؟

حضور اکرم ﷺ کے اقوال کی روشنی میں امام ابوحنیفہؒ کی رائے کے مطابق جو مسلمان اتنا مال دار ہو کہ ضروریات سے زائد اُس کے پاس اُتنی قیمت کا مال واسباب موجود ہو جتنی قیمت پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو اُس پر عیدالفطر کے دن صدقۂ فطر واجب ہوگا، چاہے وہ مال واسباب تجارت کے لیے ہو یا نہ ہو، چاہے اُس پر سال گزرے یا نہیں۔ صدقۂ فطر کے وجوب کے لیے زکوٰۃ کے فرض ہونے کی تمام شرائط کا پایا جانا ضروری نہیں۔

صدقۂ فطر کے واجب ہونے کا وقت

عیدالفطر کے دن یہ صدقہ واجب ہوجاتا ہے۔ لہٰذا جو شخص صبح ہونے سے پہلے ہی انتقال کرگیا تو اُس پر

صدقۂ فطر واجب نہیں ہوا اور جو بچہ صبح سے پہلے پیدا ہوا تو اُس کی طرف سے صدقۂ فطر ادا کیا جائے گا۔

صدقۂ فطر کی ادائیگی کا وقت

صدقۂ فطر کی ادائیگی کا اصل وقت عیدالفطر کے دن نمازِ عید سے پہلے ہے، البتہ رمضان میں کسی بھی وقت ادا کیا جاسکتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ صدقۂ فطر نماز کے لیے جانے سے قبل ادا کر دیا جائے۔ (بخاری ومسلم،) حضرت نافعؒ سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما گھر کے چھوٹے بڑے تمام افراد کی طرف سے صدقۂ فطر دیتے تھے، حتی کہ میرے بیٹوں کی طرف سے بھی دیتے تھے اور عیدالفطر سے ایک یا دو دن پہلے ہی ادا کر دیتے تھے۔ (بخاری)

نمازِ عیدالفطر کی ادائیگی تک صدقۂ فطر ادا نہ کرنے کی صورت میں نمازِ عید کے بعد بھی دے سکتے ہیں، لیکن اتنی تاخیر کرنا بالکل مناسب نہیں ہے، کیوں کہ اِس سے صدقۂ فطر کا مقصود ومطلوب ہی فوت ہوجاتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کے الفاظ ہیں کہ جس نے اسے نمازِ عید سے پہلے ادا کر دیا تو یہ قابل قبول زکوٰۃ (صدقۂ فطر) ہوگی اور جس نے نماز کے بعد اسے ادا کیا تو وہ صرف صدقات میں سے ایک صدقہ ہی ہے۔ (ابوداود، ح 1606) لہٰذا نمازِ عید سے قبل ہی صدقۂ فطر ادا کریں۔

صدقۂ فطر کی مقدار

کھجور اور کشمش کو صدقۂ فطر میں دینے کی صورت میں علمائے امت کا اتفاق ہے کہ اس میں ایک صاع (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کا ایک پیمانہ) صدقۂ فطر ادا کرنا ہے، البتہ گیہوں کو صدقۂ فطر میں دینے کی صورت میں اس کی مقدار کے متعلق علمائے امت میں زمانۂ قدیم سے اختلاف چلا آرہا ہے۔ اکثر علماء کی رائے ہے کہ گیہوں میں آدھا صاع صدقۂ فطر میں ادا کیا جائے۔ حضرت عثمان، حضرت ابوہریرہ، حضرت جابر، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن زبیر اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہم سے صحیح سندوں کے ساتھ گیہوں میں آدھا صاع مروی ہے۔ ہندوستان وپاکستان کے علماء بھی فرماتے ہیں کہ صدقۂ فطر میں گیہوں آدھا صاع ہے، یہی رائے مشہور ومعروف تابعی حضرت امام ابوحنیفہؒ کی بھی ہے۔

☆... اکثر علماء کے قول کے مطابق جو یا کھجور یا کشمش کا ایک صاع (تقریباً ساڑھے تین کیلو) یا گیہوں کا نصف صاع (تقریباً پونے دو کیلو) یا اس کی قیمت صدقۂ فطر میں ادا کرنی چاہیے لیکن اختلاف سے قطع نظر اگر کسی کو اللہ تعالیٰ نے وسعت دی ہے اور وہ گیہوں سے بھی ایک صاع یا اس کی قیمت دینا چاہتا ہے

تو یہ اس کے لیے بہتر ہے۔

کیا غلہ واناج کے بدلے قیمت دی جاسکتی ہے؟

حضرت امام ابوحنیفہؒ، حضرت امام بخاریؒ، حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ، حضرت حسن بصریؒ، علمائے احناف اور دیگر محدثین وفقہاء وعلماء نے تحریر کیا ہے کہ غلہ واناج کی قیمت بھی صدقۂ فطر میں دی جاسکتی ہے۔ زمانہ کی ضرورت کو دیکھتے ہوئے اب تقریباً تمام ہی مکاتب فکر کا اتفاق ہے کہ عصر حاضر میں غلہ واناج کے بدلے قیمت بھی دی جاسکتی ہے۔ صدقۂ فطر میں گیہوں کی قیمت دینے والے حضرات تقریباً پونے دو کیلو گیہوں کی قیمت بازار کے بھاؤ کے اعتبار سے ادا کریں اور جو مال دار حضرات کھجور یا کشمش سے صدقۂ فطر ادا کرنا چاہیں تو وہ ایک صاع یعنی تقریباً ساڑھے تین کیلو کی قیمت ادا کریں، اس میں غریبوں کا فائدہ ہے۔

صدقۂ فطر کے مستحق کون ہیں؟

صدقۂ فطر غریب وفقیر مساکین کو دیا جائے، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں گزرا "طُعْمَةٌ لِّلْمَسَاكِين"

صدقۂ فطر دوسرے شہر یا دوسرے ملک بھیجا جاسکتا ہے

ایک شہر سے دوسرے شہر میں صدقۂ فطر بھیجنا مکروہ ہے (یعنی جہاں آپ رہ رہے ہیں، مثلاً ریاض میں تو وہیں صدقۂ فطر ادا کریں)۔ ہاں! اگر دوسرے شہر یا دوسرے ملک، مثلاً پاکستان اور ہندوستان میں غریب رشتہ دار رہتے ہیں یا وہاں کے لوگ زیادہ مستحق ہیں تو اُن کو بھیج دیا تو مکروہ نہیں ہے۔

صدقۂ فطر سے متعلق چند مسائل

☆...ایک آدمی کا صدقۂ فطر کئی فقیروں کو اور کئی آدمیوں کا صدقۂ فطر ایک فقیر کو دیا جاسکتا ہے۔

☆...جس شخص نے کسی وجہ سے رمضان کے روزے نہیں رکھے اُسے بھی صدقۂ فطر ادا کرنا چاہیے۔

☆...آج کل جو نوکر چاکر اجرت پر کام کرتے ہیں ان کی طرف سے صدقۂ فطر ادا کرنا مالک پر واجب نہیں ہے۔

• • •

جامعۃ دارالتقوی

محترم ومکرم جناب _____

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

امید ہے کہ آپ خیر وعافیت سے ہونگے۔

جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ جامعہ دارالتقوی ملک کی معروف دینی درسگاہوں میں سے ایک ہے۔ اللہ کے فضل سے جامعہ جس کی ابتداء 1967ء میں ایک حفظ کے مدرسہ سے ہوئی تھی آج اس کی 22 شاخیں پورے ملک میں علم دین کی اشاعت میں مصروف عمل ہیں۔

جامعہ میں شعبہ حفظ، شعبہ کتب (درس نظامی کورس) تخصص اور سکول کے شعبوں میں تین ہزار سے زائد طلباء اور طالبات علم دین سے مستفید ہو رہے ہیں۔ الحمدللہ

اس کے علاوہ جامعہ مزید مختلف شعبوں پر بھی کام کر رہا ہے جیسے مختلف عنوانات پر عوام کی دینی رہنمائی کیلئے سیمنارز اور سوشل میڈ* و ٹی $میڈ* کے ذریعہ عوام کی دینی رہنمائی کر*۔

جامعہ کے سارے Â م کو چلانے میں اللہ تعالیٰ نے جس طرح اہل جامعہ کی خدمات کو قبول کیا ہے اسی طرح آپ حضرات کی توجہ اور دعائیں بھی شامل رہی ہیں۔ جامعہ کی مختلف شعبہ جات میں ٹی کے* *(ضرور*ت اور %ات میں بھی بے حد اضافہ ہو* جا رہا ہے۔

جامعہ آپ حضرات کا شکریہ ادا کرنے کے ساتھ ساتھ آپ حضرات سے تعاون بڑھانے کا خواستگار ہے، نیز آپ حضرات سے یہ بھی گذارش ہے کہ اپنے متعلقین کو بھی اس کار خیر کی طرف متوجہ فرمائیں۔ تاکہ اجر وثواب میں آپ کا حصہ مزید بڑھ سکے۔

اللہ تعالیٰ کا قرآن شریف میں ارشاد ہے؛ کون ہے جو اللہ کو اچھا قرض دے پھر اللہ اس کو بہت بڑھا کر دیگا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ کا ارشاد مبارک ہے جو شخص نیکی کی طرف کسی کی رہنمائی کرتا ہے اس کو اتنا ہی اجر ملتا ہے جتنا نیکی کرنے والے کو۔

امید ہے کہ آپ اس تعاون علی الخیر میں مزید آگے بڑھ کر حصہ لیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی کوششوں کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرما کر دنیا وآخرت کی کامیابی کا ذریعہ بنائے۔

منجانب: انتظامیہ

جامعہ دارالتقوی

صدقات، عطیات اکاؤنٹ ●

الائیڈ بنک لمیٹڈ ABL

اکاؤ* $?

MADRASSA FATIMA TU ZAHRA

ایچ کوڈ 0140224

0010004203780017

زکوٰۃ اکاؤنٹ #

ایم سی بی MCB

اکاؤ* $?

DARUL TAQWA TRUST

ایچ کوڈ 0628159

02333-0010770769

جامعہ دارالتقوی

DAR UT-TAQWA (TRUST)

Muttaali Jame Masjid Al-Hilal Chouburji Park, Lahore

+923222333224 darultaqwa.online@gmail.com ftaku@yahoo.com

www.darultaqwa.org jamiadarultaqwa Multi Online: +923004113062

مرکزی دفتر: متصل جامع مسجد الہلال، چوبرجی پارک، لاہور

03217771130\04237414665

مفتی محمد صادق حسین قاسمی

رمضان اور دعا

رمضان المبارک کا مہینہ اللہ تعالی کی عطا وبخشش کا مہینہ ہے ،بندوں کومختلف انداز سے اللہ تعالی نوازتے ہیں اوراپنے خزانے اپنے بندوں پرلٹاتے ہیں،انسانوں کو بلا بلا کر مالا مال کیا جاتا ہے،اللہ کا فرشتہ ہرشب صدالگاتا ہے کہ: خیر کے طلب گارو ! آگے بڑھو،اوراللہ سے خیر کو حاصل کرلو،اور برائی کے چاہنے والو! پیچھے ہٹ جاؤ اور باز آجاؤ۔بخشش کے فیصلے ہوتے ہیں ،زندگیوں میں انقلاب آتا ہے ،رزق میں برکتیں دی جاتی ہیں ،جہنم سے آزادی کے مژدے سنائے جاتے ہیں ،اور جنت میں داخلے کے اعلانات ہوتے ہیں ۔غرض یہ رمضان المبارک کا مہینہ اللہ تعالی سے بہت کچھ حاصل کرنے اور پانے کا مہینہ ہے، بندہ جس قدر اللہ سے مانگے گا اسی قدر اس کا دامن مرادوں سے بھر پائے گا،رمضان المبارک کے اس مہینہ میں اپنی حاجتوں کو اللہ سے پوری کروانے کے لئے اوراپنے کریم وشفیق پروردگار سے مرادوں کو پانے کے لئے دستِ دعا کو پھیلا کر درِ خدا کو کھٹکھٹانا پڑے گا اور خوب دعاؤں کا اہتمام کرنا ہوگا۔بلاشبہ رمضان المبارک قبولیتِ دعا کا مہینہ ہے،جس میں مومن بندوں کی دعائیں قبول ہوتی ہیں ۔تو آیئے ایک نظر دعا کی حقیقت اورعظمت پر ڈالتے ہیں تا کہ رمضان میں ہم اچھے انداز میں دعاؤں کا اہتمام کرسکیں ۔

رمضان اورقبولیتِ دعا:

رمضان المبارک کا مہینہ دعاؤں کی قبولیت کا مہینہ ہے ۔اس سلسلہ میں نبی کریم ﷺ کے مختلف ارشادات منقول ہیں چنا نچہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ:اَلصَّائِمُ لَاتُرَدُّدَعْوَتُہٗ ۔(مسند احمد :حدیث

نمبر؛9970)یعنی روزے دار کی دعا رَد نہیں کی جاتی۔اور ایک حدیث میں ارشاد فرمایا:

اِنَّ لِلّٰہِ عُتَقَاءُ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ وَلَیْلَۃٍ ،لِکُلِّ عَبْدٍ مِنْھُمْ دَعْوَۃٌ مُسْتَجَابَۃٌ۔(مسند احمد:حدیث نمبر 7268)

یعنی اللہ کے لئے (رمضان) کے ہر دن اور رات میں (بے شمار لوگ جہنم سے) آزاد کئے جاتے ہیں اور ہر بندے کی دعا قبول کی جاتی ہے۔اسی طرح ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا:

ثَلٰثَۃٌ لَا ترَدُّ دَعْوَتُھُمْ اَلصَّائِمُ حَتّٰی یُفْطِرُ،وَالْاِمَامُ الْعَادِلُ،وَدَعْوَۃُ الْمَظْلُوْمِ(ترمذی:حدیث نمبر؛2464)

یعنی تین آدمیوں کی دعا رد نہیں ہوتی،

1-ایک روزہ دار کی افطار کے وقت۔

2-،دوسرے عادل بادشاہ کی۔

3۔تیسرے مظلوم کی۔

قرآن مجید میں دعا کی اہمیت:

رمضان چونکہ قبولیتِ دعا کا مہینہ ہے اس لئے ہمیں دعا کی اہمیت اور اس کی عظمت کو بھی پیش نظر رکھنا چاہیے۔قرآن وحدیث میں مانگنے اور دعا کرنے کی جو تعلیم دی گئی ہے اور طریقہ وآداب ذکر کئے گئے ہیں ان کو بھی بطور خاص ملحوظ رکھنا چاہیے تاکہ ہماری دعائیں پروردگار کی بارگاہ میں قبول ہوں،آیئے اس سلسلہ میں دعا کی عظمت واہمیت ملاحظہ کرتے ہیں۔

دعا کی اہمیت اور عظمت پر قرآن وحدیث میں مختلف مقامات پر اس کا ذکر کیا گیا ہے۔چنانچہ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا:

وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّی فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّھُمْ یَرْشُدُوْنَ۔(البقرۃ:117)

اور (اے پیغمبر) جب میرے بندے آپ سے میرے بارے میں پوچھیں تو (آپ ان سے کہہ

دیجیے کہ) میں اتنا قریب ہوں کہ جب کوئی مجھے پکارتا ہے تو میں پکارنے والے کی پکار سنتا ہوں۔لہذا وہ بھی میری بات دل سے قبول کریں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ راہِ راست پر آجائیں۔اللہ تعالی سے خوب عاجزی اور اہتمام کے ساتھ دعا کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا گیا:

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ۔(الاعراف:55)

"تم اپنے پروردگار کو عاجزی کے ساتھ چپکے چپکے پکارا کرو، یقینا وہ حد سے گذرنے والوں کو پسند نہیں کرتا" انسان کی ہر حال میں دعا قبول کرنے والا اور مسائل ومشکلات سے نجات دینے والا اللہ ہی ہے جب بندہ اللہ کو پکارتا ہے تو اللہ تعالی اس کی حاجت کو پورا کرتے ہیں، چنانچہ فرمایا:

اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ (النمل:62)

"بھلا وہ کون ہے کہ جب کوئی بے قرار اسے پکارتا ہے تو وہ اس کی دعا قبول کرتا ہے اور تکلیف دور کردیتا ہے، اور جو تمہیں زمین کا خلیفہ بناتا ہے؟"

اللہ تعالی نے دعا کرنے اور اللہ ہی سے مانگنے کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَقَالَ ربكم ادعونی استجب لكم انی الذين يستكبرون عن عبادتی سيدخلون جهنم دٰخرين۔(المؤمن:60)

"اور تمہارے پروردگار نے کہا کہ: مجھے پکارو، میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا، بے شک جو لوگ تکبر کی بنا پر میری عبادت سے منہ موڑتے ہیں، وہ ذلیل ہوکر جہنم میں داخل ہوں گے"۔

اہمیتِ دعا سے متعلق یہ چند قرآنی آیات ذکر کی گئیں، ان کے علاوہ بھی اللہ تعالی نے مانگنے کا حکم مختلف آیتوں میں دیا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالی نے فرمایا: اے لوگو! تم سب اللہ کے محتاج ہو، اور اللہ بے نیاز ہے، ہر تعریف کا بذاتِ خود مستحق۔(فاطر:15) اور غیر اللہ سے مانگنے سے بھی بڑی تاکید کے ساتھ روکا ہے

دعا احادیث کی روشنی میں:

احادیث مبارکہ میں دعا مانگنے کی بہت اہمیت بیان کی گئی ہے، اور نبی کریم ﷺ نے امت کو اللہ تعالی

سے مانگنے کا حکم بھی دیا اور سلیقہ بھی بتایا کہ کیسے دعا کی جائے۔دعا کو مومن کا ہتھیار قرار دیا۔ارشاد نبوی ﷺ ہے: "دعا مومن کا ہتھیار ہے، دین کا ستون ہے، اور آسمانوں اور زمینوں کی روشنی ہے"۔(المستدرک للحاکم:1745)

دعا سے چونکہ بڑی بڑی مصیبتیں ٹل جاتی ہیں، شیطانی حملوں سے بچاؤ ہوتا ہے، انسانی دشمنوں پر فتح یابی نصیب ہوتی ہے، ظالموں سے نجات ہوتی ہے اس لئے دعا کو مومن کا ہتھیار بتایا۔(فضائل دعا :۴۵)ایک جگہ فرمایا کہ:" دعا عبادت کا مغز ہے"(ترمذی:3317) چھوٹی بڑی ہر حاجت اللہ ہی سامنے رکھنی چاہیے اور اسی سے مانگنا بھی چاہیے، چنانچہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:"تم میں سے ہر شخص اپنے رب سے ضرور اپنی حاجت کا سوال کرے، یہاں تک کہ جب چپل کا تسمہ ٹوٹ جائے تو وہ بھی اسی سے مانگے اور نمک کی حاجت ہو تو وہ بھی اسی سے طلب کرے"(کشف الاستار:2947)اللہ کی شان رحمت بھی دیکھئے کہ وہ ایسے بندوں سے ناراض ہوتے ہیں جو اس سے مانگتے نہیں، اسی لئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:"جو شخص اللہ سے سوال نہیں کرتا اللہ تعالی اس پر غصہ ہوتے ہیں۔"(ترمذی:2219)

دعا کبھی ضائع نہیں ہوتی:

انسان جو بھی دعا مانگتا ہے اللہ تعالی اس کو ضرور قبول فرماتا ہے، عام طور پر کوئی اپنی کسی خاص حاجت کے لئے مسلسل دعائیں کرتا رہتا ہے اور بظاہر اس کو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس کی دعا قبول نہیں ہو رہی ہے۔اس سلسلہ میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ"انسان جو بھی دعا مانگتا ہے وہ کبھی رائیگاں نہیں جاتی"۔آپ ﷺ نے فرمایا:"جو بھی مسلمان اللہ تعالی سے کوئی ایسی دعا کرتا ہے جس میں گناہ اور قطع رحمی کا سوال نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو تین چیزوں میں سے ایک چیز ضرور عطا فرمادیتے ہیں، (1) یا تو اس کی وہ دعا قبول فرمالیتے ہیں۔(2) یا دعا کرنے والے کو اس کی مطلوبہ شئے کے برابر آنے والی مصیبت کو ٹال دیتے ہیں۔(3) یا اس دعا کے بعد اس کا اجر (آخرت) کا ذخیرہ بنا کر رکھ لیتے ہیں" یہ سن کر حضرات صحابہ کرام نے عرض کیا کہ اس صورت میں تو ہم بہت زیادہ (کمائی) کرلیں گے، آنحضرت ﷺ نے (اس کے جواب میں) فرمایا:" کہ اللہ تعالی کی عطا اور بخشش اس سے زیادہ ہے"۔(مسند احمد:10921)

دعا کب قبول نہیں ہوتی ؟

بسا اوقات دعا قبول نہیں ہوتی ہے اس کی وجوہات بھی نبی کریم ﷺ نے بیان فرمائی ہیں، تاکہ انسان ان چیزوں سے احتیاط کرے جو قبولیتِ دعا میں رکاوٹ بنتی ہیں ، چنانچہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے :"ایک شخص جو لمبا سفر کر رہا ہو، اس کے بال بکھرے ہوئے ہوں ، جسم پر گرد و غبار اٹا ہوا اور وہ آسمان کی طرف ہاتھ پھیلائے ہوئے ہوں یا رب یا رب کہہ کر دعا کرتا ہو، (یہ شخص دعا تو کر رہا ہے) اور حال یہ ہے کہ اس کا کھانا حرام ہے، اور پینا حرام ہے اور پہننا حرام ہے اور اس کو حرام سے غذا دی گئی ہے ۔ پس ان حالات کی وجہ سے اس کی دعا کیوں کر قبول ہوگی ؟"(مسلم:1692) قبولیتِ دعا کے لئے مال کا حلال ہونا بہت ضروری ہے اگر حرام مال سے پرورش ہوگی تو ایسے بندوں کی دعائیں اللہ تعالی قبول نہیں فرماتے ۔ اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے واضح طور پر حلال کی اہمیت اور حرام کی قباحت کو بیان فرما دیا کہ اس کی وجہ سے دعا قبول نہیں ہوتی ۔

دعا کے آداب :

انسان دعا کی شکل میں اپنے پروردگار اور شہنشاہ کونین کی بارگاہ میں ہاتھ پھیلاتا ہے، ظاہری سی بات ہے جب اتنے بڑے دربار میں بندہ دست بدعا ہوتا ہے تو اس کے کچھ آداب اور تقاضے ہوں گے جس کو بجالانا ضروری ہے تاکہ دعا شرفِ قبول پاسکے اور وہ شاہی آداب کا پاس ولحاظ بھی رکھنے والا شمار ہو۔ علمائے کرام نے احادیث کو سامنے رکھ کر درج ذیل آداب ذکر کئے ہیں : (1) دعا مانگنے سے پہلے کوئی نیک کام کرنا۔ (2) باوضو ہو کر دو رکعت صلوۃ الحاجت پڑھنا۔ (3) قبلہ رخ ہونا۔ (4) دوزانو بیٹھنا۔ (5) دونوں ہاتھ پھیلا کر دعا مانگنا۔ (6) دونوں ہاتھوں کو کندھے تک اونچا اٹھانا۔ (7) گڑگڑانا۔ (8) اللہ تعالی کے اسمائے حسنیٰ کا واسطہ دے کر مانگنا۔ (9) انبیائے کرام کے وسیلے سے مانگنا۔ (10) مصیبت کے وقت اپنے خاص نیک اعمال کا واسطہ دینا۔ (11) اپنے گناہوں کا اقرار کرنا۔ (12) دعا میں آواز پست رکھنا۔ (13) مسنون دعاؤں کو مقدم رکھنا (14) جامع دعائیں اختیار کرنا۔ (15) اپنی ذات سے شروع کر کے امت کے لئے دعا کرنا۔ (16) مجمع میں دعا مانگے تو ہم کا لفظ

استعمال کرنا۔(17)انتہائی رغبت اور شوق سے دعا مانگنا۔(18)دعا کی ابتداء اور انتہا میں اللہ تعالی کی حمد بیان کرنا۔(19)اول وآخر نبی ﷺ پر درود بھیجنا۔(ماخوذ از: دعائیں قبول نہ ہونے کی وجوہات:32)

آخری بات:

دعا کے سلسلہ میں یہ چند باتیں ذکر کی گئیں ۔بہرحال دعا اللہ تعالی سے لینے کا ایک عظیم الشان ذریعہ ہے،اور اس کو عبادت بھی قرار دیا گیا ہے اس لئے دعا کے سلسلہ میں جو آداب ذکر کئے گئے اس کا اہتمام کرنا چاہیے۔اور ہر اس عمل سے بچنا چاہیے جو قبولتِ دعا میں مخل ہو۔ہمارے معاشرہ میں دعا پر خاص زور نہیں دیا جاتا اور نہ ہی اہتمام ہوتا ہے،صرف چند رٹی ہوئی دعاؤں کو دہرا کر دعا کر لینا کافی سمجھا جاتا ہے،جب کہ دعا دل سے ہونی چاہیے اور پورے خشوع وخضوع سے کی جانی چاہئے ،بسا اوقات بوجھ سمجھ کر دعا مانگی جاتی ہے اور بے توجہی سے کی جاتی ہے ان تمام سے حد درجہ احتیاط لازم ہے۔ہم اپنی عافیت اور سلامتی کے ساتھ ان مظلوم اور بے قصور مسلمانوں کے لئے ضرور دعائیں کریں،اللہ تعالی کا بے پناہ کرم ہے کہ اس نے ہمیں بڑی عافیت نصیب فرمائی اور افطار وسحر کے لئے انواع واقسام کی غذائیں عنایت فرمائی لیکن نا جانے کتنے لوگ ایک وقت کے کھانے کے لئے تڑپ رہے ہوں؟ بچے بھوک وپیاس سے بلک رہے ہوں؟ اور اللہ کی عطا کردہ نعمتوں پر شکر بجالائیں اور رب کے حضور ہر وقت ملک وملت اور عالمِ انسانیت کی بھلائی وخیر اور عافیت وسلامتی کے لئے خوب دعائیں مانگیں۔رمضان المبارک کی ساعتیں بابرکت ہوتی ہیں،ہر لمحہ قبولیتِ دعا کا ہوتا ہے،اللہ تعالی کی رحمتیں نازل ہوتی رہتی ہیں،ایسے عظیم موقع پر ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اپنے ملک کی سلامتی اور بھلائی اور عالم اسلام کی سلامتی کے لئے دعائیں کریں،ہمارے لئے یہی ایک مؤثر ہتھیار اور آلہ ہے جس کے ذریعے ہم اپنے مسلمان بھائی کے حق میں خیر خواہی اور بھلائی طلب کر سکتے ہیں اور اپنے ملک کی بھلائی کو پروردگارِ عالم سے مانگ سکتے ہیں۔

• • •

مولانا مجیب الرحمن انقلابی

خاتونِ جنت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا

احادیث مبارکہ میں حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ کے بہت زیادہ فضائل ومناقب آئے ہیں حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ حضور اکرم ﷺ کی سب سے چھوٹی اور لاڈلی بیٹی ہیں، آپؓ جنتی نوجوانوں کے سردار سیدنا حضرت حسنؓ اور سیدنا حضرت حسینؓ کی والدہ اور سیدنا حضرت علیؓ کی زوجہ محترمہ ہیں۔

ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے طور وطریق کی خوبی، اخلاق وکردار کی پاکیزگی، نشست و برخاست، طرز گفتگو اور لب ولہجہ میں حضور اکرم ﷺ کے مشابہ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ سے زیادہ کسی کو نہیں دیکھا۔ ایک اور موقعہ پر حضرت سیدہ عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور اکرم ﷺ کے سوا سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ سے سچا اور انصاف گو کسی کو نہیں دیکھا (الاستعاب) ام المؤمنین حضرت سیدہ ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ رفتار وگفتار میں حضور اکرم ﷺ کی بہترین نمونہ تھیں۔ مشہور روایت کے مطابق بعثت نبوت کے وقت جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک اکتالیس سال تھی تو حضرت سیدہ فاطمہؓ مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئیں۔

حضرت فاطمۃ زہراؓ کے بہن بھائیوں میں حضرت سیدہ زینبؓ، حضرت سیدہ رقیہؓ، حضرت سیدہ ام کلثومؓ، حضرت قاسمؓ، حضرت طاہر طیبؓ اور ابراہیمؓ شامل ہیں۔ مشہور روایت کے مطابق فاتح خیبر سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ نے سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ، سیدنا حضرت عمر فاروقؓ اور سعد ابن ابی وقاصؓ کی ترغیب اور مشورہ پر حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراؓ کے ساتھ نکاح کیلئے حضور اکرم ﷺ کو پیغام بھیجا۔ حضور اکرم ﷺ نے اس کو فوراً قبول فرمالیا اور پھر آپ ﷺ نے حضرت سیدہ فاطمہؓ سے اس کا ذکر کیا تو انھوں نے بزبان خاموشی اپنی رضامندی کا اظہار کردیا۔

حضور اکرم ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰؓ سے پوچھا کہ تمہارے پاس ''حق مہر'' ادا کرنے کیلئے بھی کچھ

ہے؟ سیدنا حضرت علیؓ نے عرض کیا کہ ایک زرہ اور ایک گھوڑے کے سوا کچھ نہیں ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ گھوڑا تو جہاد کیلئے ضروی ہے، زرہ کو فروخت کر کے اس کی قیمت لے آؤ۔ سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ نے یہ زرہ فروخت کرنے کیلئے صحابہ کرامؓ کے سامنے پیش کی۔ خلیفہ سوم سیدنا حضرت عثمان غنیؓ نے یہ زرہ 480 درہم میں خرید لی اور پھر سیدنا حضرت عثمان غنیؓ نے یہ زرہ بھی حضرت علی المرتضیٰؓ کو ہدیۃً، واپس کر دی، حضرت علیؓ یہ رقم لیکر حضور اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ بیان کیا تو حضور اکرم ﷺ نے سیدنا حضرت عثمان ذوالنورینؓ کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔۔۔

حضور اکرم ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰؓ سے فرمایا کہ اس رقم میں سے دو تہائی خوشبو وغیرہ پر صرف کر دو اور ایک تہائی سامان شادی اور دیگر اشیائے خانہ داری پر خرچ کرو۔۔۔ پھر حضور اکرم ﷺ نے حضرت انس بن مالکؓ کو حکم دیا کہ جاؤ حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ اور دیگر مہاجرین و انصار کو مسجد نبوی میں بلا لاؤ۔۔۔ خود حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ اس سے پہلے حضور اکرم ﷺ پر وحی آنے کی سی کیفیت طاری ہوئی وہ کیفیت ختم ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا پیغام لائے ہیں کہ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراؓ کا نکاح سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ سے کر دیا جائے۔

جب صحابہ کرامؓ مسجد نبوی میں جمع ہو گئے تو حضور اکرم ﷺ منبر پر تشریف لائے اور فرمایا کہ ''اے گروہ مہاجرین و انصار! مجھے اللہ نے حکم دیا ہے کہ فاطمۃ بنت محمد (ﷺ) کا نکاح علیؓ بن ابی طالب سے کر دوں، میں تمہارے سامنے اللہ کے اس حکم کی تعمیل کرتا ہوں۔'' اس کے بعد حضور اکرم ﷺ نے خطبہ نکاح پڑھا اور دعائے خیر فرمائی۔ صحیح روایت کے مطابق یہ نکاح 3ھ میں ہوا اور فوری رخصتی عمل میں آئی۔

دوسرے روز ''ولیمہ'' کیا گیا۔ دعوتِ ولیمہ میں دسترخوان پر کھجور، پنیر، زمان جو اور گوشت تھا، حضرت اسماءؓ فرماتی ہیں کہ یہ اس زمانہ کا بہترین ولیمہ تھا۔

(۱) ایک بستر مصری کپڑے کا جس میں اون بھری ہوئی تھی (۲) ایک نقشی تخت یا پلنگ (۳) ایک چمڑے کا تکیہ جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی (۴) ایک مشکیزہ، (۵) دو مٹی کے برتن (یا گھڑے) پانی کیلئے (۶) ایک چکی (ایک روایت کے مطابق دو چکیاں) (۷) ایک پیالہ (۸) دو چادریں (۹) دو بازو بند نقرائی (۱۰) ایک جائے نماز

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ ''مدارج النبوۃ'' میں رقمطراز ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰؓ اور حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ کے درمیان گھریلو کاموں کی تقسیم فرما دی تھی، چنانچہ گھر کے اندر جتنے کام تھے مثلاً چکی پیسنا، جھاڑو دینا، کھانا پکانا وغیرہ وہ سب حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراؓ کے ذمہ تھے، اور باہر کے سب کام مثلاً بازار سے سودا سلف لانا، اونٹ کو پانی پلانا وغیرہ سیدنا حضرت علیؓ کے ذمہ تھے اس طرح ان کی ازدواجی زندگی میں نہایت خوشگوار توازن پیدا ہو گیا تھا۔

حضور اکرم ﷺ، حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ کے ہر رنج و راحت میں شریک ہوتے، تقریباً ہر روز ان کے گھر تشریف لے جاتے، ان کی خبر گیری کرتے، کوئی تکلیف ہوتی تو اسے دور کرنے کی کوشش فرماتے، اگر حضور اکرم ﷺ کے گھر میں کوئی چیز پکتی تو آپ ﷺ اس میں سے کچھ نہ کچھ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراؓ کو بھی بھجواتے تھے۔

ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتیں تو آپ ﷺ ازراہ محبت کھڑے ہو جاتے اور شفقت سے ان کی پیشانی کا بوسہ لیتے اور اپنی نشست سے ہٹ کر اپنی جگہ پر بٹھاتے اور جب آپ ﷺ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ کے گھر تشریف لے جاتے تو وہ بھی کھڑی ہو جاتیں، محبت سے آپ ﷺ کے سر مبارک کو چومتیں اور اپنی جگہ بٹھاتیں (ابوداؤد) حضور ﷺ کے غلام حضرت ثوبانؓ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ جب کسی سفر پر تشریف لے جاتے تو سب سے آخر میں حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراؓ سے رخصت ہوتے اور سفر سے واپسی پر خاندان بھر میں سب سے پہلے حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراؓ ہی سے ملاقات کرتے پھر اپنے گھر تشریف لے جاتے۔

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ خانہ داری کے کاموں کی انجام دہی کیلئے کبھی اپنی کسی رشتہ دار یا ہمسایہ کو اپنی مدد کیلئے نہیں بلاتی تھیں۔۔۔ کام کی کثرت اور نہ ہی کسی قسم کی محنت و مشقت سے گھبراتی تھیں۔۔۔ ساری عمر شوہر کے سامنے حرفِ شکایت زبان پر نہ لائیں اور نہ ان سے کسی چیز کی فرمائش کی، حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ کو عبادت الٰہی سے بے انتہا شغف تھا۔۔۔ خوفِ الٰہی سے ہر وقت لرزاں اور ترساں رہتی تھیں۔۔۔ مسجد نبوی کے پہلو میں گھر تھا، سرور عالم ﷺ کے ارشادات و مواعظ گھر بیٹھے سنا کرتی تھیں۔۔۔ ان میں عقوبت اور محاسبہ آخرت کا ذکر آتا تو ان پر ایسی رقت طاری ہوتی کہ روتے روتے غش آ جاتا تھا۔۔۔ تلاوتِ قرآن کرتے وقت عقوبت و عذاب کی آیات آ جاتیں تو جسم اطہر پر کپکپی طاری ہو جاتی

تھیں۔۔۔عبادت کرتے وقت سیدہ فاطمہؓ کا نورانی چہرہ زعفرانی ہو جاتا تھا،جسم پر لرزہ طاری ہو جاتا تھا۔۔۔اللہ تعالیٰ کی عبادت، اس کے احکامات کی تعمیل، اس کی رضا جوئی اور سنت نبوی کی پیروی ان کے رگ وریشے میں سما گئی تھی۔۔۔وہ دنیا میں رہتے ہوئے اور گھر کے کام کاج کرتے ہوئے بھی ایک اللہ کی ہو کر رہ گئی تھیں اسی لیے حضرت فاطمہؓ کا لقب ''بتول'' پڑ گیا تھا۔۔۔

حضور اکرم ﷺ جہاں خاتون جنت حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراؓ سے محبت وشفقت کا معاملہ فرماتے وہاں آپ جگر گوشہ بتولؓ سیدنا حضرت حسنؓ اور سیدنا حسینؓ سے بھی بے پناہ شفقت ومحبت کا اظہار فرماتے حضور اکرم ﷺ حسنین کریمینؓ کو گود میں اٹھاتے سینہ مبارک پر کھلاتے، کاندھے پر بٹھاتے اور کبھی ہونٹوں پر بوسہ دیتے اور رخسار چومتے۔۔۔

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراؓ کے یہی اوصاف حمیدہ تھے کہ ان کی وفات کے بعد جب کسی نے حضرت علیؓ سے پوچھا کہ آپؓ کے ساتھ حضرت سیدہ فاطمہؓ کا حسنِ معاشرت کیسا تھا تو حضرت علیؓ نے آبدیدہ ہو کر جواب میں فرمایا ''فاطمہؓ جنت کا ایک ایسا خوشبودار پھول تھا کہ جس کے مرجھانے کے باوجود اس کی خوشبو سے اب تک میرا دماغ معطر ہے اس نے اپنی زندگی میں مجھے کبھی کسی شکایت کا موقعہ نہیں دیا'' آپؓ جود وسخا کی پیکر تھیں ایک دفعہ کسی نے حضرت سیدہ فاطمہؓ سے پوچھا کہ چالیس اونٹوں کی زکوٰۃ کیا ہوگی سیدہ فاطمہؓ نے فرمایا کہ تمہارے لیے صرف ایک اونٹ اور اگر میرے پاس چالیس اونٹ ہوں تو میں سارے ہی راہ خدا میں دیدوں۔ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ نے پوچھا بیٹی عورت کی سب سے اچھی صفت کونسی ہے؟ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراؓ نے جواب میں عرض کیا کہ عورت کی سب سے اعلیٰ خوبی اور صفت یہ ہے کہ نہ وہ کسی غیر مرد کو دیکھے اور نہ ہی کوئی غیر مرد اس کو دیکھے۔

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراؓ پردہ کی نہایت ہی پابند اور حد درجہ حیادار تھی۔مشہور روایت کے مطابق حضور اکرم ﷺ کے وصال کے ۶ چھ ماہ بعد خاتونِ جنت حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ بیمار ہوئیں اور چند روز بیمار رہنے کے بعد ۳ تین رمضان المبارک ۱۱ھ کو منگل کی شب آپؓ کا انتقال ہوا اس وقت ان کی عمر مبارک علماء نے 28، یا 29 سال ذکر کی ہے۔

• • •

دارالافتاء والتحقیق جامعہ ہذا

آپ کے مسائل کا حل

عذر کی وجہ سے روزے کی حالت میں بھاپ لینے کا حکم

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں رمضان میں سفر سے واپس آیا۔ سفر کی تفصیل یہ ہے کہ روزہ رکھ کر پاکپتن سے رائیونڈ اور پھر اسی وقت رائیونڈ سے لاہور گھر میں آیا، جب میں گھر پہنچا تو میری طبیعت بہت خراب ہوگئی، نزلہ زکام اور سانس کا مسئلہ تھا، چنانچہ میری والدہ نے مجھے پانی ابال کر اس میں ویکس ڈال کر بھاپ لینے کو کہا، تو میں نے بھاپ لے لی، اس کے اگلے دن مجھے معلوم ہوا کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا ہے۔ اس وقت بس مجھے یہ معلوم ہوا کہ روزہ ٹوٹا ہے آگے قضا اور کفارہ دونوں آئیں گے یا صرف قضا آئے گی یہ معلوم نہ ہوا، تاہم میں نے اس روزے کی قضاء کر لی ہے۔ اب پوچھنا یہ ہے کہ اب مجھے کفارہ بھی دینا پڑے گا یا نہیں؟ جبکہ میری صورت حال اوپر مذکور ہے۔

وضاحتیں:

1۔ سائل کا کہنا ہے کہ جب بھی مجھے نزلہ زکام ہوتا ہے تو سانس میں رکاوٹ بھی شروع ہو جاتی ہے، سائل کا کہنا ہے کہ اگر میں اس وقت بھاپ نہ لیتا تو تکلیف یقیناً بڑھ جاتی۔

2۔ سائل کا کہنا ہے کہ جب میں نے بھاپ لی اس وقت سانس کا مسئلہ اتنا زیادہ نہیں تھا کہ مجھے اپنی ہلاکت کا اندیشہ ہو۔

3۔ سائل کا کہنا ہے کہ میں نے منہ اور ناک دونوں کے ذریعہ سے بھاپ لی تھی۔

جواب:

مذکورہ صورت میں آپ کے ذمے اس روزے کا کفارہ نہیں آتا، صرف قضا واجب ہوئی تھی جو کہ آپ

نے کر لی ہے۔

مذکورہ صورت میں کفارہ واجب نہ ہونے کی دو وجہیں ہیں:

1۔آپ نے سفر شرعی کی حالت میں روزہ رکھا اور اقامت کی حالت میں بھاپ لی جس کی وجہ سے آپ کا روزہ ٹوٹ گیا۔ چونکہ مسافر پر سفر کی حالت میں روزہ رکھنا ضروری نہیں ہوتا، اس لیے اگر کوئی مسافر سفر کی حالت میں روزہ رکھ لے اور پھر اقامت کی حالت میں افطار کر لے تو اس پر صرف قضا ہی واجب ہوتی ہے کفارہ واجب نہیں ہوتا۔

2۔آپ نے روزہ کی حالت میں مرض یعنی سانس میں رکاوٹ کی تکلیف کی وجہ سے ویکس ڈال کر بھاپ لی اور پھر آپ کو یہ بھی یقین تھا، کہ اگر اس حالت میں بھاپ نہ لی تو تکلیف مزید بڑھ جائے گی، تو ایسی حالت میں اگر روزہ افطار کر لیا جائے تو صرف قضا ہی واجب ہوتی ہے، کفارہ واجب نہیں ہوتا۔

روزے کی حالت میں سگریٹ اور حقہ پینے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا حقہ یا سگریٹ پینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟ اگر ٹوٹ جاتا ہے تو کیا قضا کے ساتھ ساتھ کفارہ بھی واجب ہوتا ہے یا نہیں؟

جواب:

حقہ یا سگریٹ پینے سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔ اور اگر یہ روزہ رمضان المبارک کا ادا روزہ ہو تو حقہ یا سگریٹ پی کر اسے توڑنے سے قضا کے ساتھ کفارہ بھی آئے گا۔

معتکف کا موبائل استعمال کرنا

سوال: معتکفین حضرات کے لیے موبائل کا استعمال باعتبار ایس ایم ایس، گیمز، کالز کیسا ہے؟

جواب:

معتکف موبائل فون سے پرہیز کرے، کوئی بہت مجبوری کی بات ہو تو گھر والے خود آ کر پوچھ سکتے ہیں اور بتا سکتے ہیں۔ اللہ سے تعلق بنانے کے لیے لوگوں سے تعلق توڑنا پڑتا ہے اور اعتکاف اسی لیے ہے۔ مسجد میں اور وہ بھی اعتکاف میں بلاوجہ میسج کرنا اور گیمز کھیلنا مکروہ اور گناہ کی بات ہے۔

اعتکاف کی حالت میں مسجد میں ہنسی مذاق اور گپ شپ

نیز مسجد میں دنیاوی باتیں کرنا، گپ شپ لگانا، دوستوں کے ساتھ ہنسی مذاق کرنا کیسا ہے؟

جواب:

معتکف کے لیے بغیر ضرورت کے دنیاوی باتیں کرنا، گپ شپ لگانا اور دوستوں کے ساتھ ہنسی مذاق میں وقت گذارنا بھی منع ہے۔

روزہ ٹوٹنے کی وجہ سے اعتکاف کی قضا

سوال: رمضان کے اخیر عشرہ میں ایک دن مؤذن نے مغرب کی اذان دائمی کلینڈر کے وقت سے تین منٹ پہلے دے دی، لوگوں نے اذان پر روزہ افطار کرلیا، اور مسجد میں بیٹھے معتکف حضرات نے بھی روزہ افطار کرلیا۔ معتکف حضرات کیا ایک دن کے اعتکاف کی بھی قضا کریں یا صرف روزہ کی؟

جواب:

جن معتکفین نے اس اذان پر روزہ افطار کیا تھا ان کے ذمے روزہ بھی ہے اور ایک دن کے اعتکاف کی قضا بھی ہے۔ جس کی صورت یہ ہے کہ وہ روزہ رکھیں اور صبح صادق سے پہلے مسجد میں اعتکاف کی نیت سے داخل ہوں اور مغرب تک اعتکاف میں رہیں، مغرب کے بعد اعتکاف ختم ہوجائے گا۔

اعتکاف کی حالت میں نہانا

سوال: 1۔ کیا اعتکاف کی حالت میں نہانا جائز ہے؟ 2۔ اور کیا اعتکاف کی حالت میں اس شخص کے لیے نہانا جائز ہے جس کو پسینہ بہت زیادہ آتا ہو اور عام دنوں میں وہ نہائے بغیر نہ رہ سکتا ہو؟

جواب:

1-2۔ اعتکاف میں غسل کرنے کے بارے میں یہ تفصیل ہے کہ غسل اگر فرض ہوجائے مثلاً احتلام ہوجائے اور کسی ٹب وغیرہ میں بیٹھ کر اس طرح غسل کرنا ممکن ہو کہ پانی مسجد میں نہ گرے تو مسجد سے باہر نکلنا جائز نہیں، لیکن اگر یہ ممکن نہ ہو تو باہر جا کر غسل کرسکتا ہے۔ اس کے علاوہ کسی اور غسل کے لیے مسجد سے نکلنا جائز نہیں خواہ جمعہ کا غسل ہو یا ٹھنڈک کے لیے ہو، یا پسینہ وغیرہ دور کرنے کی غرض ہو، البتہ مسجد کے اندر ہی کوئی بڑا ٹب وغیرہ رکھ کر اس طرح نہا سکتا ہے کہ پانی مسجد کے فرش پر نہ گرے۔

ضرورت سے جاتے ہوئے راستہ میں سگریٹ پینا

سوال: حاجت کی غرض سے مسجد سے باہر جایا جائے اور ساتھ ہی سگریٹ نوشی بھی کی جائے تو اس صورت میں اعتکاف قائم رہے گا؟

جواب:

قضائے حاجت کے لیے جاتے ہوئے سگریٹ پی سکتا ہے اس سے اعتکاف نہیں ٹوٹے گا۔

سگریٹ پینے کے لیے مسجد سے باہر نکلنا

سوال:

کیا صرف سگریٹ نوشی کی غرض سے مسجد سے باہر جانے کی صورت میں اعتکاف قائم رہے گا؟

جواب:

صرف سگریٹ پینے کے لیے مسجد سے باہر جانا جائز نہیں، اگر گیا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

اعتکاف کے دوران مسجد میں ناپاک کپڑے رکھنا

سوال:

دوران اعتکاف ناپاک کپڑے مسجد میں رکھنا کیسا ہے؟ جبکہ مسجد سے باہر کسی محفوظ جگہ پر ان کپڑوں کو رکھنے کا معقول انتظام نہ ہو یا چوری ہوجانے کا اندیشہ بھی قوی ہو اور نہ ہی کسی محفوظ جگہ پر منتقل کرنا ممکن ہو مثلاً معتکف پردیسی ہو، قریب گھر ہی نہ ہو یا گھر تو قریب ہے لیکن لے جانے والا کوئی نہیں ہے یا انتہائی رات کی وجہ سے گھر بھیجنا ممکن نہیں۔

جواب:

مسجد کے ملوث ہونے کا اندیشہ نہ ہو تو گنجائش ہے۔

• • •

مولوی لئیق احمد نعمانی

صلوٰۃ التسبیح

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن اپنے چچا حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب سے فرمایا: اے عباس! اے میرے محترم چچا! کیا میں آپ کی خدمت میں ایک گرانقدر عطیہ اور ایک قیمتی تحفہ پیش کروں؟ کیا میں آپ کو خاص بات بتاؤں؟ کیا میں آپ کے دس کام اور آپ کی دس خدمتیں کروں (یعنی آپ کو ایک ایسا عمل بتاؤں جس سے آپ کو دس عظیم الشان منفعتیں حاصل ہوں، وہ ایسا عمل ہے کہ) جب آپ اس کو کریں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کے سارے گناہ معاف فرما دے گا، اگلے بھی اور پچھلے بھی، پرانے بھی اور نئے بھی، بھول چوک سے ہونے والے بھی اور دانستہ ہونے والے بھی، صغیرہ بھی اور کبیرہ بھی، ڈھکے چھپے بھی اور اعلانیہ ہونے والے بھی (وہ عمل صلوٰۃ التسبیح ہے) (میرے چچا) اگر آپ سے ہو سکے تو روزانہ یہ نماز پڑھا کریں اور اگر روزانہ نہ پڑھ سکیں تو ہر جمعہ کے دن پڑھ لیا کریں اور اگر آپ یہ بھی نہ کر سکیں تو سال میں ایک دفعہ پڑھ لیا کریں اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو کم از کم زندگی میں ایک بار ہی پڑھ لیں۔ (ابوداؤد وابن ماجہ)

صلوٰۃ التسبیح کی جماعت

نوافل کی جماعت خواہ صلوٰۃ التسبیح ہو یا کوئی دوسرے نوافل اگر بہ تداعی ہو (یعنی اگر باقاعدہ اہتمام کے ساتھ دو افراد سے زائد ہوں) مکروہ ہے۔ (بحوالہ ردالمحتار ص ٦٣ ٣ جلد اول الوتر النوافل)

صلوٰۃ التسبیح کی چار رکعتیں نبی کریم ﷺ سے منقول ہیں، بہتر ہے کہ چاروں ایک سلام سے پڑھی جائیں، اگر دو سلام سے پڑھی جائیں تب بھی درست ہے یعنی ایک ساتھ چار رکعتیں بھی پڑھ سکتے ہیں اور دو رکعت کر کے بھی پڑھ سکتے ہیں۔ ہر رکعت میں پچھتر مرتبہ تسبیح (سبحان اللہ!) کہنا چاہئے یوں چار رکعت میں تسبیحات کی تعداد تین سو ہو جائے گی۔

• • •

ادارہ

وفیّات

☆عالم اسلام کی نامور علمی شخصیت حضرت مولانا محمد سالم قاسمی طویل علالت کے بعد 14 اپریل کوانتقال فرما گئے-آپ دارالعلوم دیوبند وقف کے بانی ومہتمم،آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے نائب صدر تھے،آپ بانی دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے پڑپوتے،حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ کے صاحبزادے اور حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ کے آخری شاگرد رشید تھے،آپ نے 92 سال عمر پائی۔آپ نے مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ اور اپنے والد گرامی سے بیعت ہوکر اجازت و خلافت حاصل کی اور ہزاروں علماء کرام اور متوسلین کی تربیت ورہنمائی فرمائی-آپ کو عرب وعجم اور مشرق و مغرب میں یکساں طور پر قدر ومنزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اور دنیا بھر میں آپ کے تلامذہ کا وسیع حلقہ ہے-آپ ندوۃ العلما اور مظاہر العلوم کی مجلس شوری کے رکن،مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے کورٹ ممبر ہونے کے ساتھ ساتھ کل ہند رابطہ المساجد،اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا اور مجلس مشاورت کے سرپرست بھی تھے۔

☆☆☆

☆ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے صاحبزادے،مجلس احرارالاسلام کے سربراہ حضرت مولانا سید عطاء المومن شاہ بخاریؒ رضائے الٰہی سے انتقال کر گئے۔ان کا شمار ملک کی نامور مذہبی شخصیات میں تھا۔

مولانا سید عطاء المومن شاہ بخاری 5 اپریل 1941ء کو امرتسر میں پیدا ہوئے،ان کی عمر تقریباً 77 برس تھی اور وہ گزشتہ کئی برس سے علیل تھے۔وہ بلند پایہ عالم دین اور محقق تھے،تمام مکاتب فکر کے اتحاد کے عمر بھر داعی رہے۔انہوں نے ابتدائی تعلیم و حفظ القرآن قاری رحیم بخش پانی پتی کے پاس جامعہ خیر

المدارس ملتان میں مکمل کیا۔ کچھ عرصہ مفتی محمودؒ کے پاس جامعہ قاسم العلوم ملتان میں بھی زیر تعلیم رہے، بعد ازاں خانقاہ سراجیہ کندیاں تشریف لے گئے، جہاں حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ سے درس نظامی کی کتب پڑھیں، ان کی پہلی بیعت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی خانقاہ سراجیہ سے تھی بعد ازاں مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری سے بیعت ہوئے، انہوں نے تحریک ختم نبوت 1974ء، تحریک ختم نبوت 1984ء اور 1977ء کی تحریک نظام مصطفیٰ سمیت متعدد سیاسی تحریکوں میں بھرپور کردار ادا کیا۔ انہوں نے 1988,1992 اور 2014 میں مذہبی قوتوں کے اتحاد کیلئے جدوجہد کی۔ انہوں نے پسماندگان میں ایک بیٹا سید عطاء اللہ شاہ (ثالث) اور ایک بیٹی چھوڑی ہے۔

☆☆☆

☆ نامور عالم دین اور دارالعلوم اسلامیہ کامران بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور کے مہتمم مولانا مشرف علی تھانوی مدینہ منورہ میں اچانک حرکت قلب بند ہونے کی وجہ سے 80 سال کی عمر میں انتقال کر گئے، مرحوم انتہائی متقی اور پرہیزگار انسان تھے، انہوں نے جامعہ اشرفیہ لاہور سے دینی تعلیم حاصل کی وہ برصغیر پاک و ہند کی نامور علمی و اصلاحی شخصیت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے نواسے، مفتی جمیل احمد تھانوی کے بڑے بھائی تھے، انہوں نے 2 بیٹے، 9 بیٹیاں اور اہلیہ سمیت ہزاروں شاگرد اور لاکھوں عقیدت مند سوگوار چھوڑے ہیں، مرحوم کو ان کی وصیت کے مطابق جنت البقیع مدینہ منورہ میں سپرد خاک کیا گیا۔

☆☆☆

☆ بروز منگل 29 شعبان 1439ھ بمطابق 15 مئی 2018 جامعہ اشرفیہ لاہور کے شیخ الحدیث استاد العلماء حضرت مولانا صوفی محمد سرور صاحب رحمہ اللہ کا انتقال کر گئے۔ معروف دینی ادارے جامعہ اشرفیہ لاہور کے شیخ الحدیث، ملک کے مشہور عالم دین، صوفی بزرگ اور تمام مکاتب فکر میں انتہائی عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ آپ نے 85 سال عمر پائی۔

میٹرک کرنے کے بعد انہوں نے دینی تعلیم بھی جامعہ اشرفیہ سے ہی حاصل کی۔ آپ 1954ء میں جامعہ اشرفیہ میں داخل ہوئے جبکہ تعلیمی فراغت کے بعد جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد میں تدریس کا عمل شروع کیا۔ انہوں نے تین سال خیر المدارس ملتان اور دس سال مسلسل دارالعلوم کبیر والہ میں بھی درس و تدریس کے فرائض سرانجام دیئے، حضرت مولانا صوفی محمد سرورؒ صاحب سلسلہ تصوف میں حضرت مولانا مفتی محمد حسنؒ

صاحب نوراللہ مرقدہ کے خلفاء میں اعلی مرتبہ پر فائز تھے، آپ کی اصلاحی مجالس اور مواعظ حسنہ سے ہزاروں لوگ مستفید ہوئے اور ان کی زندگیاں سنت کے مطابق ڈھل گئیں، وہ جامعہ اشرفیہ میں گذشتہ 30 سال سے شیخ الحدیث کی مسند پر فائز تھے۔

☆☆☆

ادارہ مذکورہ تمام نابغۂ روزگار شخصیات کی گراں مایہ علمی خدمات کا صمیم قلب سے معترف ہے اور انہیں قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالی ان کی دینی خدمات کو اپنی بارگاہ میں قبول ومنظور فرمائے۔ حضرات کے درجات بلند فرمائے، اپنی جناب سے انہیں بہترین جزائے خیر عطا فرمائے، ان کے علمی کارناموں کو ان کے لئے صدقۂ جاریہ بنائے، ان کے لگائے گئے علمی پودوں جو اب گھنے درخت کی شکل اختیار کر چکے ہیں کو دن دگنی رات چگنی ترقی دے۔ پس ماندگان، اعزہ واقربا، شاگردوں اور متوسلین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔ ثم آمین

●●●

صدقۃ الفطر

صدقۃ الفطر دی گئی اجناس میں سے کسی جنس کی مالیت کے اعتبار سے دیا جاسکتا ہے البتہ جس جنس سے غریب کو زیادہ فائدہ ہو اس جنس کے اعتبار سے فطرانہ دینا چاہیئے۔

گندم:	آدھا صاع (تقریباً پونے دو کلو)	قیمت 100 روپے
جَو:	ایک صاع (تقریباً ساڑھے تین کلو)	قیمت (متوسط) 200 روپے
کھجور:	ایک صاع (تقریباً ساڑھے تین کلو)	قیمت (متوسط) 700 روپے
کشمش:	ایک صاع (تقریباً ساڑھے تین کلو)	قیمت (متوسط) 1400 روپے

www.darultaqwa.org

عبدالودود ربانی

جامعہ کے شب و روز

اعلانات:

☆ جامعہ دارالتقویٰ کے زیر اہتمام چلنے والے مدارس سیدنا علی المرتضیٰؓ و مدرسہ فاطمۃ الزہراؓ ء کی تمام شاخوں میں بنین و بنات کے نئے داخلے 10 شوال سے شروع ہوں گے۔ان شاءاللہ العزیز

☆ شعبہ دراساتِ دینیہ للرجال کے نئے داخلے صرف مسجد ابراہیم اور الہلال مسجد چوبرجی میں ہوں گے۔ان کا آغاز بھی 10 شوال سے ہوگا۔

☆ اسکول کالجز و گھریلو خواتین کی لازمی دینی ضرورت کو پورا کرنے کی غرض سے جامعہ فاطمۃ الزہراء کی ہر شاخ میں 40 روزہ سمر کیمپ کا دوسرا مرحلہ شروع کیا جارہا ہے جو 30 جون سے شروع ہوکر 14 اگست تک جاری رہے گا، خواہش مند طالبات و خواتین اپنی قریبی برانچ سے فوری رابطہ کرکے رجسٹریشن کروائیں۔

☆ جامعہ کے زیر اہتمام لاہور، شیخوپورہ، قصور اور مری کے 18 مختلف مقامات پر استقبالِ رمضان و زکوٰۃ تربیتی پروگرامز منعقد کئے گئے، جن میں کثیر تعداد میں حضرات و خواتین نے شرکت کی۔علماء کرام و مفتیانِ عظام نے پروجیکٹر کی مدد سے رمضان المبارک کے فضائل، اہمیت، روزے کی فرضیت اور زکوٰۃ کے احکام و مسائل پر سیر حاصل گفتگو کی جس سے عوام نے بھرپور فائدہ اٹھایا۔مزید برآں شرکاء نے شرعی احکام کی تعلیم و تربیت کے لئے جدید مہارتوں کو بروئے کار لانے پر ادارے کی کاوشوں کو سراہا۔

☆ التقویٰ بوائز ہائی اسکول میں موسم گرما کی تعطیلات کر دی گئی ہیں جو 10 اگست تک رہیں گی۔

11 اگست سے دوبارہ تعلیمی سلسلے کا آغاز ہوگا۔ان شاءاللہ

☆التقویٰ بوائز ہائی اسکول کا دفتر دورانِ تعطیلات مندرجہ ذیل اوقاتِ کار کے مطابق کھلا رہے گا۔ طلبہ وسرپرست حضرات کسی قسمی معلومات کے لئے رابطہ کر سکتے ہیں۔اوقات کار صبح 8 بجے تا دوپہر 12 بجے

☆ جامعہ دارالتقویٰ کے دفاتر شعبہ استقبالیہ، شعبہ انتظامیہ وشعبہ مالیات کے دورانِ تعطیلات اوقاتِ کار صبح 8 بجے تا سہ پہر 4 بجے تک ہیں۔معاونین حضرات ان اوقات میں رابطہ فرما سکتے ہیں۔

☆ 11 شوال بمطابق 25 جون بروز پیر سے قدیم طلباء/ طالبات کی حاضری ہوگی۔

☆ 13 شوال بمطابق 27 جون بروز بدھ سے اسباق کا آغاز ہوگا۔

☆ بنین کے نتائج کی سالانہ تقریب 17 شوال بمطابق یکم جولائی 2018 بروز اتوار کو چوبرجی میں ہوگی۔

•••

جامعہ کا اعزاز

☆ الحمدللہ! مدرسہ فاطمۃ الزہراءؓ گارڈن ٹاؤن شاخ کی **بنت ادریس** اور مدرسہ فاطمۃ الزہراءؓ کینٹ شاخ کی **بنت معاذ** نے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے تحت ہونے والے 2018 کے سالانہ امتحانات میں **صوبائی سطح پر تیسری پوزیشن** حاصل کی ہے اور مجموعی نتیجہ 100 فی صد رہا ہے،اس کامیابی پر ادارہ طالبات اور ان کے والدین کو مبارک باد پیش کرتا ہے اور اللہ کے حضور سجدۂ شکر بجالاتا ہے۔

www.darultaqwa.org

تخصص فی الفقہ

حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب دامت برکاتہم العالیہ

نصاب ونظام

☆---اصول فقہ کی جامع اور تکمیلی کتاب ''مسلم الثبوت'' اور ''اصول بزدوی'' کا باقاعدہ درس-----

☆---اسلامی لٹریچر کی عدیم النظیر کتاب ''حجۃ اللہ البالغہ'' اور ''موافقات للشاطبی'' کا باضابطہ سبق---

☆---ہر ہفتے میں فقہی مذاکرے کی ایک نشست----------

☆--- فقہ المعاملات اور جدید معاشی مسائل پر خصوصی توجہ ----------

☆---اسلامی عقائد اور باطل نظریات وفتنوں پر جامع ومرتب دروس ومحاضرات----------

نمایاں خصوصیات:

- ضروری سہولیات پر مشتمل، صاف ستھری اور عمدہ رہائش۔
- معقول ماہانہ وظیفہ۔

تاریخ داخلہ: ١٠ شوال---تا---٢٠ شوال

معلومات اور رابطہ کے لیے: 0321-7744712 -04237415559

دارالافتاء والتحقیق

جامعہ دارالتقوی متصل جامع مسجد الہلال، چوبرجی پارک لاہور

جامعہ دارالتقویٰ لاہور کے زیر اہتمام

سکول وکالج کی طالبات کے لیے گرمیوں کی چھٹیوں میں ایک مفید کورس

سمر کیمپ

نمایاں خصوصیات

- قرآن کریم ترجمہ وتفسیر کے ساتھ
- قرآن کریم تجوید کے ساتھ پڑھنے کی عملی مشق
- مسنون دعائیں ❖ اصلاح عقائد ونظریات
- روزمرہ پیش آنے والے مسائل کا شرعی حل
- عربی بول چال اور تحریر کی عملی مشق

اس کے علاوہ اصلاحی وتربیتی بیانات اور بہت سے مفید دینی وتعلیمی سلسلے

مقامات کورس برائے طالبات

مدرسہ فاطمۃ الزہراءؓ للبنات

(شاخ نمبر1) 242-ایچ بلاک، نزد زبیر مسجد گلشن راوی لاہور	042-37419993
(شاخ نمبر2) 212-احمد بلاک، گارڈن ٹاؤن لاہور	04235838794
(شاخ نمبر3) 26 بدر بلاک اقبال ٹاؤن لاہور	042-37814488
(شاخ نمبر4) PAF کالونی گیٹ نمبر 5-D-272 بلاک لین نمبر 2 ضرار شہید روڈ کینٹ لاہور	04236666444
(شاخ نمبر5) موڑ فرخ آباد، نزد PSO پٹرول پمپ شاہدرہ لاہور	042-37940830
(شاخ نمبر6) 70-سول لائن، انور روڈ، نزد سٹی سکول، شیخوپورہ فون	056-3780166
(شاخ نمبر7) A-15 از میرٹاؤن، ملتان روڈ لاہور	042-35961794
(شاخ نمبر8) 21_15 ایکڑ سکیم نزد مین مارکیٹ سٹاپ بالمقابل گفونٹے گرلز ہائیر سیکنڈری سکول سن آباد	042-37583531
(شاخ نمبر9) عزیز آباد چترا ڈوگا گیلیات روڈ، مری	03244970533
(شاخ نمبر10) مکان نمبر 471 متصل مسجد دارالسلام، ایڈن کاٹیج، لاہور کینٹ	042-36675152
(شاخ نمبر11) نزد بلدیہ چوک بالمقابل ٹیلی فون ایکسچینج قصور	049-2772786

مدت کورس
30 جون تا 14 اگست

وقت
روزانہ 8 بجے صبح سے 2 بجے تک

عالمہ بننے کی خواہشمند طالبات کیلئے یہ کورس مضبوط بنیاد فراہم کرنے میں بہت مفید ثابت ہوا ہے

مزید تفصیلات کیلئے دفتر سے رجوع کریں

داخلے جاری ہیں

مرکزی دفتر: متصل جامع مسجد الہلال چوبرجی پارک لاہور 0423-7414665

اعلان داخلہ

جامعہ دارالتقویٰ لاہور

کے تمام شعبہ جات میں 10 شوال سے داخلے شروع ہوں گے

شعبہ جات

حفظ	درس نظامی بنین/ بنات	تخصص	سکول

شعبہ بنین

(شاخ نمبر1) مدرسہ سیدنا علیؓ	متصل جامع مسجد الہلال چوبرجی پارک، ملتان روڈ، لاہور فون042-37414665
(شاخ نمبر2) مدرسہ سیدنا علیؓ	متصل مسجد ابراہیم آخری سٹاپ میٹرو بس فیروز پور روڈ، لاہور فون042-36148109
(شاخ نمبر3) مدرسہ سیدنا علیؓ	موڑ فرخ آباد، نزد PSO پٹرول پمپ شاہدرہ، لاہور فون0423790220

شعبہ بنات

مدرسہ فاطمۃ الزہراء للبنات 242-ایچ بلاک، نزد زبیر مسجد گلشن راوی لاہور	042-37419993
مدرسہ فاطمۃ الزہراء للبنات 212۔احمد بلاک، گارڈن ٹاؤن لاہور	04235838794
مدرسہ فاطمۃ الزہراء للبنات 26 بدر بلاک اقبال ٹاؤن لاہور	042-37814488
مدرسہ فاطمۃ الزہراء للبنات PAF کالونی گیٹ نمبر D-272-5 بلاک لین نمبر 2 ضرار شہید روڈ	042-36666444
مدرسہ فاطمۃ الزہراء للبنات موڑ فرخ آباد، نزد PSO پٹرول پمپ شاہدرہ لاہور	042-37940830
مدرسہ فاطمۃ الزہراء للبنات 70-سول لائن، انور روڈ، نزد سٹی سکول، شیخوپورہ	056-3780166
مدرسہ فاطمۃ الزہراء للبنات 15-A ازمیر ٹاؤن، ملتان روڈ لاہور	042-35961794
مدرسہ فاطمۃ الزہراء للبنات 15_21 ایکڑ سکیم نزد مین مارکیٹ سٹاپ بالمقابل گورنمنٹ گرلز ہائیر سیکنڈری سکول سمن آباد	042-37583531
مدرسہ فاطمۃ الزہراء للبنات مکان نمبر 471 متصل مسجد دارالسلام، ایڈن کاٹیج، لاہور کینٹ	042-36675152
مدرسہ فاطمۃ الزہراء للبنات نزد بلدیہ چوک بالمقابل ٹیلی فون ایکسچینج قصور	049-2772786
مدرسہ فاطمۃ الزہراء للبنات عزیز آباد چترا ڈونگا گلیات روڈ، مری	فون:03244970533

منجانب اہل شوریٰ

مولانا اویس احمد صاحب — مولانا محمد عثمان صاحب — مولانا عامر رشید صاحب — مولانا جمیل الرحمٰن صاحب

برائے رابطہ: جامع مسجد الہلال، چوبرجی پارک، ملتان روڈ، لاہور فون042-37414665

دارالافتاء042-37415559